بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بدر

BADR QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

امروز قوم من نشناسد مقام من

روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸

مورخہ ۸ ۔ رجب ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۶ ۔ اگست ۱۹۰۸ء

جلد ۷

نمبر ۳۰

کہ سارے جہاں سے اچھا دارالامان ہمارا

ایڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی عنہ

دارالامان ہمارا جنت نشان ہمارا

فی پرچہ ۲

Digitized by Khilafat Library

بقایادار توجہ کریں وی پی آتے ہیں

تمام اُن احباب کیخدمت میں جن کے ذمہ کچھ بقایا اخبار بدر کا تھا حساب لکھکر بھیجدیا گیا ہے ساتھ ایک سادہ کارڈ بھی ہے جس پر ان کا نام نمبر رقم مطالبہ مسطور ہے مہربانی فرماکر توجہ سے پڑھیں اور جلدی جواب سے مشرف کریں ایسا نہ ہو کہ ہم وی ۔ پی کردیں اور آپ خدانخواستہ واپس کرکے ہمیں دوہرا نقصان پہنچائیں جسے کچھ حساب میں تامل ہو یا اور کوئی وجہ مانع ہو وہ لکھ بھیجے اور جو وی ۔ پی وصول کریگا وہ بھی اطلاع دے ۔ کارخانہ کو روپے کی سخت ضرورت ہے اسلئے کسی آئندہ کے وعدہ پہ ٹالنا مناسب نہیں ہمنے ارادہ کرلیا ہے کہ جو صاحب قیمت کا بقایا یا چندہ سالانہ اسی مہینے میں نہ دیدینگے ان کے نام اخبار بند کردیا جائے کیونکہ اس طرح ان اصحاب کو بھی اخبار وقت پر پورے حجم کے ساتھ باقاعدہ نہیں بھیجا جاسکتا جو پیشگی قیمتیں دیچکے ہیں بہتر ہے کہ سب احباب جن سے مطالبہ کیا گیا ہے رقم مطلوبہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور کریں کیونکہ آجکل کا وی پی سسٹم ایسا صاف نہیں کہ اس سے خریدار کا نام پتہ صحیح طور سے معلوم ہوسکے اور پھر رجسٹر پر مل بھی جائے یہ اسلئے کہ ڈاکخانہ والے اتنی جلدی لکھتے ہیں کہ بہت سے حروف چھوڑ جاتے ہیں دوسرا وہ جس کا مقام پڑھ نہیں سکتے اسے جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں ۔ سوم وہ نمبر خریداری نہیں دیسکتے جو بہت ضروری ہے پس یہ بہت مفید اور ہمیں ممنون کرنیوالی بات ہے کہ جو رقم آپ سے مانگی گئی وہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں خط کے جواب اور منی آرڈر کے کوپن پر نام اور پورا پتہ مع نمبر خریداری کے خوشخط لکھنا چاہیئے ۔

ہمارا مدرسہ

خدا کے فضل سے خوب ترقی کر رہا ہے اس دفعہ دس روپے ماہوار کا وہ وظیفہ جو ضلع ... میں انٹرنس کے سب سے اول رہنے والے طالب علم کو ملا کرتا ہے اسی مدرسہ کے طالب علم عبد العلی نام کو ملا ہے ۔ علاوہ ازیں سوا ایک کے دوسرے تمام لڑکے سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں ۔ یہ نتائج اس بات کی کافی ضمانت ہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھائی کافی محنت اور پوری توجہ کے ساتھ ہوتی ہے مکرم مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر کی خدمات قابل شکریہ ہیں ۔ مدرسہ کے چندہ کی طرف احباب کو پوری توجہ کرنی چاہیئے ماہ جون کا گوشوارہ آمد و خرچ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سکول کی مالی حالت اطمینان بخش نہیں ۔ باقاعدہ طور سے ماہوار چندے بھجوانے چاہئیں ۔

(بمقام قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر پرنٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینجر مطبع و اخبار چھاپا گیا)

ثناء اللہ کی پریشانی

گذشتہ اشاعت سے آگے

میں مولویصاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اول حضرت صاحب کی دعا کو نہ قبول کرنے اور پھر اس کے ایک سال کے بعد یہ اصول بیان کر دینے کہ جب دعا یا دعوت مباہلہ وغیرہ کو قبول نہ کیا جاوے تو پیشگوئی یا مباہلہ وغیرہ قائم نہیں رہتا ہے پھر باوجود انکار کے اسی واقعہ کو کبھی میرا اور ہمارا مباہلہ بیان کر کے بغلیں بجانا اور کبھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے ایسی خیانت کا ارتکاب کرنا کہ اپنی طرف سے الفاظ اور فقرہ گھڑ کر حضرت مرزا صاحب کے اشتہار کی طرف منسوب کر دینا اور پھر ہماری ان تمام مشتبانہ چالبازیوں کے راز کا کھل جانا۔ الٰہی ارشاد "اِنّی مُهِینٌ مَن اَرادَ اِهانَتَكَ" کے مصداق نہیں ہے۔ امید ہے کہ اس کا جواب دیتے ہوئے مولویصاحب اپنے ایمان کو ضائع اور کانشنس کا خون نہ کریں گے۔ مولویصاحب خوب اچھی طرح سے سمجھ لیجئے اور یاد رکھئے۔ کہ عزت یا ذلت کا مفہوم اور اس سے متاثر ہونا مختلف طبائع کے لئے مختلف ہے ایسی بازاری عورتیں یا مرد بھی دیکھنے میں نہیں آتے ہیں کہ ذلیل سے ذلیل حرکات کر وہ مرتکب ہوتی ہیں اور جب اُن ذلیل افعال اور حرکات سے انہیں خطاب کیا جاوے تو وہ اسے ذلت یا بیعزتی نہیں سمجھتے لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کیلئے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا تو درکنار اگر کنایۃً بھی ان افعال کا اشارہ ان کی طرف کیا جاوے تو وہ خودکشی کرنے اور اپنے تئیں ہلاک کر دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں بس اب ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ آپ ہمارے ان سلسلہ وار مضامین کو پڑھ کر کس قسم کا فائدہ اٹھاتے ہیں آیا اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں یا ہماری پیش کردہ کلام الٰہی کے مصداق ہوتے ہیں مولویصاحب! کاش! آپ غور کریں اور سمجھیں کہ وہ خدا جسکی مرضی اور منشاء یہ تھی کہ حضرت صاحب کو اپنی طرف بلا لے اُسی کے تصرف اور دست قدرت میں مخالفوں کی قلمیں بھی بند تھیں۔ اسی سبب سے اس قسم کے تحریرات آپ سے سرزد ہوئیں۔ جن کی پریشانی کا نمونہ اب تک میں دکھا چکا ہوں اور جس پر غور کرنے سے اگر ایمانداری سے کام لیا جاوے۔ تو اپنی غلط فہمیاں یا دھوکہ دہیوں سے رجوع کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے آپکے علاوہ عبد الحکیم خان کے دست و قلم پر بھی یہی تصرف ہوا ہے جس کا اظہار آپ نے مفصلہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔ "ہم غدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی چودہ ماہ پیشگوئی کر کے مرزا کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا چنانچہ ۱۵ مئی کے اہل حدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ساون یعنے ۴ اگست کو مرزا مر یگا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ مئی کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر کیا ہے کہ ۲۱ ساون کو کی بجائے ۲۱ ساون تک ہوتا تو خوب ہوتا۔ غرض سابقہ پیشگوئی رسالہ اور چودہ ماہ کو اسی اجمال پر چھوڑے رہتے اور ان کے بعد میعاد کے اندر تاریخ کا تقرر نہ کر دیتے تو آج یہ اعتراض پیدا نہ ہوتا" اہلحدیث مورخہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۷۔ بات یہ ہے کہ مخالف کی مخالفت میں کتنا ہی اندھا کیوں نہ ہو جاوے طوعاً و کرہاً سچائی کا اظہار اسے کرنا ہی پڑتا ہے عیسائی مورخوں نے باوجود مخالف ہونے کے اسلام بانی اسلام صلعم اور پھر خلفاء اسلام کی تعریفیں کی ہیں صحیح واقعات کو نہ چھپا سکنا گو آپ پر کتنا ہی شاق کیوں نہ گذرتا ہو۔ پھر بھی ڈاکٹر مرتد کی بابت آپ کی قلم سے یہ مذکورہ بالا فقرے اخیر نکلے پر نکلے لیکن پھر بھی آپ نے ڈاکٹر کے معاملہ میں پوری اخلاقی جرأت سے کام نہ لیا اگر ایمانداری سے آپ اپنے اُن تمہیدی ریمارکس کو دیکھیں گے جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کے اہل حدیث میں ڈاکٹر مرتد کی اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہوئے اس مضمون کے شروع میں آپ نے کئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ ان ریمارکس کے مقابلہ میں اگر زیادہ صلواتیں اسے اپنا دوست سمجھ کر نہ سناتے تو کم از کم کذاب اور مفتری وغیرہ تو ضرور لکھتے اسلئے کہ واقعات نے اس کا حقدار ثابت کر دیا ہے خیر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ یہ الٰہی تصرف تھا جو آپ کے اور ڈاکٹر کے دست و قلم پر ہوا اور یہی تصرف اس کلام الٰہی کا مصدق ہے جو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ پر ہیں الفاظ موجود ہے۔ "قرب اجلك المقدر ولا نبقي لك من المخزيات ذكرا۔ قل ميعاد ربك ولا نبقي لك من المخزيات شيئا۔" یعنی اب تیرا وقت قریب آگیا ذو العرش تجھ بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر باقی نہیں چھوڑینگے۔

اب اگر خیالات میں وآن سے علیحدہ ہو کر غور کیا جاوے تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ "تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے" واقعی خدا کا کلام ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک شخص سے ۲۱ ساون کو لکھا گیا ہے ورنہ کیا تھا اگر کوئی بجائے تک لکھدیا جاتا تب البتہ تھوڑا یا بہت رسوا کنندہ امر ہوتا۔ لیکن الٰہی کلام کی تاثیر نے اپنا پورا اثر کیا اور صرف دو حرفی لفظ "کو" کے ذریعہ سے دشمن کو روسیاہ کر دیا اور اس طرح سے رسوا کنندہ امر کی بیخکنی کر دی۔ بعینہٖ اسی طرح سے ثناء اللہ کو بالمقابل دعا کرنے سے رد کر دیا لیکن چونکہ وہ بہت ہی منہ زور تھا اس لئے صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ صاف الفاظ میں اس سے ایسے فقرے شائع کرا دئے جن سے بہت صاف اور صریح الفاظ میں حضرت صاحب کی دعا سے بھی انکار ظاہر ہوا اور اس انکاری فقرہ کو اس نے ایسا فراموش کیا کہ باوجود اس کے کہ ان تحریرات پر اکثر قلم اٹھایا لیکن اس انکاری فقرہ کی طرف کبھی اشارہ تک بھی نہ کیا۔ حتی کہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد ۵ جون ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث میں صرف سرسری اور چلتا ہوا طور پر لکھدیا۔ "کہ اس قاعدہ کو خاکسار نے گو تسلیم نہ کیا ہو مگر مرزا صاحب پر اقبالی ڈگری ہے۔" پھر صرف اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ وہ وقتاً فوقتاً اس بارہ میں مختلف طرح کی پریشانیوں میں جن کا میں اچھی طرح ذکر کر چکا ہوں۔ مبتلا ہوتا رہا اور انجام کار اپنے شائع کردہ اقوال سے الٰہی تصرف کا ثبوت دیکر اس کلام الٰہی کی صداقت پر مہر کر دی جسمیں ارشاد تھا۔ کہ ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔

دوسروں کے دست و قلم پر تصرف اس طرح سے کر لینا کیا سوائے خدا کے کسی اور کا کام ہے اور کیا وہ خدا اپنے راستباز فرستادہ کے سوا کسی اور کیلئے بھی اس قسم کا تصرف کرتا ہے کیا اسکی کوئی نظیر مل سکتی ہے اگر نہیں ملسکتی اور بے شک نہیں ملسکتی تو ضرور کسی غرض کے لئے ان رسوا کنندہ امور کی بیخکنی کیگئی وہ خدا کا فرستادہ تھا اور اپنے قول میں بھی سچا تھا کہ میں مہدی اور مسیح ہوں۔ ایک دفعہ اور میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ ان کی ایک یہ بھی آرزو تھی کہ میں اپنے لئے کوئی نشان اپنی حیات میں دیکھ کر ہدایت سے مستفیض ہوں چنانچہ صرف مرقع اور اہل حدیث ہی میں اس کا ذکر نہیں ہے بلکہ اُن سے گذر کر ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے وطن صفحہ ۱۱ پر بھی آپ کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جسمیں اسی قسم کی خواہش ظاہر کیگئی تھی بس اب آپکی اس خواہش کے موافق وہ نشان ظاہر ہوگیا اور خاص آپ ہی کے شائع کردہ تحریرات کے ذریعہ سے اس کا ظہور ہوا ہے چاہو اسے قبول کر کے اپنی سعادتمندی کا ثبوت دو یا تردید کر کے شقاوت قلبی کا اظہار کرو۔ (باقی آئندہ)

عبد العزیز احمدی دھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صاحب تبلیغ غور فرماوین

(قولہ تعالی) یلیت قومی یعلمون ۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی نسبت کسی قسم کی رائے ظاہر کرنے کے موقع پر اکثر روشن خیالی کا دعوی کرنے والون مین بہی تعصب کا اس قدر زور ہو جاتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے مین حیران ہوا کرتا تہا کہ یہ دیندار لوگون نے باوجود اس قدر دنیوی علوم مین ترقی کرنے کے دینی علوم مین اس قدر فاش ٹہوکر کیون کہائی ہے مگر اپنے مہربانون کو دیکھ دیکھ کر اور آئے دن کے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جن لوگون کو مین مشہور صائب الرائے لوگون مین سے سنتا اور دیکھتا تہا وہ مذہبی معاملات مین ایسی فاش ٹہوکر کہاتے ہین کہ بے اختیار یہ اشعار پڑہنے کو دل کرتا ہے ۔ ؎

فلسفی کز عقل مے جوید ترا دیوانہ ہست
دور تر ہست از خرد ہا آن رہ پنہان تو
از حریم تو از بیان ہیچکس آگاہ نہ شد
ہر کہ آگہ شد شد از احسان بے پایان تو

اخبار وکیل صاحب نے بہی ایسی رائے ظاہر کرتی مخالفت کے حجاب کی وجہ سے وہ جیسی رائے ظاہر کر سکتے تہے ویسی انہون نے کی اس کا جواب الحکم مین اخویم اکبر شاہ خان صاحب نے بخوبی دیدیا ہے مگر ایک نکتہ پر جس کو مین جانتا ہون کہ ساری ٹہوکر دن کی جڑھ ہے مین چند سطرین درد بہرے دل سے ان کے پیش کرتا ہون کیونکہ وکیل کے ساتہ کبہی مجہے دلبستگی بہی رہی ہے جو عقلمند کو اشارہ کافی ہے اگر در خانہ کس است ہمین بس است ۔ وکیل نے زور دیا ہے کہ گویا حضرت اقدس مرزا صاحب سرسید کے قدمون پر چلے ہین ۔ اور سوائے دعوے مہدویت اور مسیحیت اور کوئی زیادتی نہین مجہے تعجب آتا ہے کہ کس قدر حجاب ہے جو آنکہون پر پڑا ہے یا تو تعصب کا یا روحانیت اور مذہب کے کوچہ سے لاعلمی کا ۔ حضرت مرزا صاحب اور سرسید کی مذہبی تحریرون مین بعد المشرقین کا فرق ہے مین نہین سمجہ سکتا ۔ کہ سرسید کی تحریرون پر اعتقاد رکہنے سے خدا کی معرفت سے جو مذہب کی جڑھ ہے کچہ بہی باقی رہ جاتا ہو میرا فتوی مولویانہ نہین ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے ۔ کیونکہ خدا تعالی کی ہستی پر کارخانہ عالم کو دیکہ کر صرف اس قدر اتنی معرفت پیدا ہو سکتی ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی ہونا چاہیے یہ نہین کہہ سکتے ۔ کہ "وہ ہے" ہی ۔ اب اس کے بالمقابل دہریون کے بہی دلائل ہین اور اگر معقول کو بالمقابل رکہا جاوے اور خدا کی ہستی کے دلائل کو فوقیت بہی دی جاوے تو صرف اتنا کہہ سکتے ہین کہ خدا ہونا چاہیے ۔ مگر یہ نہین کہہ سکتے ۔ کہ خدا ہے اور اگر ہے بہی تو وہ کیسا ہے اور اس کی صفات کیا ہین اب اس کا پتہ کہ خدا ہے اور وہ کیسا ہے ۔ استجابت دعائے اور الہام ہی کے ذریعہ لگ سکتا ہے کہ وہ واجب الوجود وانا الموجود کہے اور دعاؤن کے سننے سے اور قبولیت کے آثار ظاہر کرنے سے اپنے سمیع وعلیم اور حی و خدا ہونے کا ثبوت دے ۔ اب استجابت دعا اور الہام ہی سے سرسید کو انکار ہے اِن باتون پر دلائل دینے یا سننے کا یہ موقع نہین ۔ مین صرف اتنا دکہلانا چاہتا ہون کہ جو شخص دعا کی قبولیت کا منکر ہو اور الہام کو قلب انسانی کا نتیجہ سمجہے میری سمجہ مین نہین آتا ۔ کہ خدا کی ہستی کا یقینی ثبوت اس کے پاس کیا ہے ۔ کائنات عالم سے دلائل قائم کرنا ظنیات مین سے ہے جب خدا تعالی نہ تو اپنے تئین اور نہ اپنی شکل سے اپنے تئین کسی پر ظاہر کرتا ہے ۔ تو ہم کس طرح مان لین کہ خدا ہے اور وہ کیسا ہے ۔ غرض خدا کی معرفت پر جو مذہب کی جان تہا پانی پہر جاتا ہے ۔

اب حضرت مرزا صاحب کو دیکہو کہ سارا زور انہین باتون پر ہے کیونکہ یہی باتین ہین جو یقین اور عرفان کے درجون پر انسان کو پہونچا دیتی ہین اور احمدی جماعت مین ہر ایک شخص نے فرداً فرداً استجابت دعا اور بعض دوستون نے الہام الٰہی کے بہی نظارے خود مشاہدہ اور تجربہ کئے جس سے جماعت مین خدا پر زندہ ایمان پیدا کر دیا اور معرفت الٰہی کا وہ سبق دیا جو انشاء اللہ الرحمن کبہی نہین بہول سکتا یہی وجہ تہی ۔ کہ اسلام کی بنا ہی دعا اور الہام پر تہی تا زندہ ایمان پیدا ہو ۔ قرآن مجید خدا کا الہامی کلام ۔ دعا سے ہی شروع ہوتا ہے اور دعا پر ہی ختم ہوتا ہے اوس کے اندر عجیب وغریب لطیف دعائین موجود اسلام کی طرز عبادت نماز وہ خود دعا ۔ آن حضرت صلعم سے ہر ایک فعل اور ہر ایک وقت کی دعا ثابت ہے پہر نعوذ باللہ مطابق قول سرسید یہ سب لغو تہا ایک محض فطری جوش تہا ۔ غرض دونون صاحبون سرسید اور حضرت مرزا صاحب کی مذہبی تحریرون کو ایک بنا دینا کیسی صریح غلطی ہے مین یہان دو صاحبون کی مذہبی تحریرون پر مفصل ریویو نہین کرتا ۔ کیونکہ اگر کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی ہے مگر مجہے تو مشتے نمونہ از خروارے دکہانا تہا ۔ کہ مذہب اسلام کی جڑ جو دعا ہے اس مین سرسید اور حضرت مرزا صاحب مین کس قدر فرق ہے اور بین طور پر پتہ لگ جاتا ہے ۔ کہ معرفت کے کوچہ مین کس کا قدم ہے اور کون ہے ۔ جس کے وجود نے خدا کی ہستی پر یقین پیدا کروا دیا ۔ اور کون ہے ۔ جو مذہب اسلام کی اصل حقیقت سے دور ہے ہمین اس سے غرض نہین کہ سرسید صاحب کے اصول کو ماننا چاہیئے یا نہین ۔ ہمین تو صرف یہ تبلانا ہے ۔ کہ یہ کس قدر ظلم کہ سرسید صاحب اور حضرت مرزا صاحب کے مذہبی لٹریچر کو ایک تبلایا جاوے ۔ کیا دنیا سے انصاف مٹ گیا ہے ۔ ہوشیار پور کے آریون کے ساتہ حضرت مرزا صاحب کا مباحثہ جس کی صدا ابتک وکیل کے کانون مین گونج رہی ہے وکیل کو خوب یاد ہوگا ۔ اوس مین معجزہ شق القمر کا ثبوت جو حضرت مرزا صاحب نے دیا تہا ۔ کیا سرسید کا یہی مذہب تہا ۔ بلکہ وہ تو سرے سے معجزہ کے ہی منکر تہے اور حضرت مرزا صاحب نہ صرف معجزون پر ایمان رکہتے تہے بلکہ خود معجزہ دکہانے کو مامور تہے ۔ ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

دراصل حضرت اقدس مرزا صاحب کے وجود نے نیچریت کے بت کو پاش پاش کر دیا ۔ آجکل اس مادہ پرستی کے زمانہ مین دنیا سے معجزات انبیاء پر ایمان اٹہ گیا تہا ۔ کیونکہ معجزات کہانی کے رنگ مین ہو گئے تہے پچہلی باتونکو جو معجزون پر مشتمل تہی لوگون نے کہانی تصور کیا تہا اِس لئے خدا تعالی نے حضرت مرزا صاحب کو دنیا مین بہیجکر اور اون کے ہاتہہ پر سینکڑون خوارق اور نشانات دکہا کر اگلی انبیاء کے معجزون پر اونکو بطور دلیل کے ٹہرایا ۔ اور اس طرح نیچریت کا سر کچلنے کے لئے ایک عظیم الشان خدائی حربہ چلایا جس سے دنیا پر حجت تمام کر دی ۔ کیسے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ بلا سوچے اور سمجہے کہہ دیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب اور سرسید کے مذہبی لٹریچر مین کوئی فرق نہین ۔ بس دعوے مہدویت ہی کا فرق ہے العجب ثم العجب ۔ سرسید دعا کے منکر الہام کے منکر معجزات کے منکر ۔ حضرت مرزا صاحب استجابت دعا اور الہام اور معجزات دکہلانے کے مدعی ۔ سرسید فلسفہ کے ماتحت مذہب کو چلانے والے ۔ حضرت مرزا صاحب مذہب کے ماتحت فلسفہ کو چلانے والے وغیرہ وغیرہ ۔ دونون مین آسمان وزمین کا فرق ۔ وکیل نے ناحق اس بحث کو چہیڑ کر اپنے مذہبی معلومات کی پردہ دری کرائی ۔

پہر آپ تفرقہ کی شکایت کرتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے تفرقہ ڈال دیا ۔ مجہے خطرہ ہے کہ اگر تفرقہ کی یہی تعریف ہے ۔ تو حضرت رسالتمآب بنا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدا تعالی پر اون کو معترض ہونا پڑے گا کفار قریش نے بہی مکہ معظمہ کی ویران سکانات کو دیکہ کر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام

لگایا تھا (نعوذ باللہ) اور چونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے تھا اس لئے اصلی باعث نعوذ باللہ خدا تعالیٰ تھا لیکن یہ خیال درست نہیں۔ بات یہ ہے کہ مامور من اللہ کے وقت میں یہ بھی ہوتا ہے کہ خدائی جماعت بنانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ تمام قوم میں سے سلیم الفطرت اور سعید لوگ چھانٹ لئے جاویں۔ پھولوں کا ایک خوش نما گلدستہ بنانے کے لئے کس قدر پھولوں میں تفرقہ اور جدائی ڈالنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر ایک گلدستہ بنتا ہے۔ ایک قمیص سینے کے لئے پہلے ریشمی اور قیمتی کپڑے کو قطع کرنا پڑتا ہے کیا کوئی نادان اوس وقت کہہ سکتا ہے کہ کپڑے کا ستیاناس کر دیا۔ وہ تفرقہ ظاہری جس کا نتیجہ حقیقی اتفاق ہو۔ اوس جھوٹے اتفاق سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ جو لکچر ہال کے چبوتروں پر چڑھ چڑھ کر صرف زبان سے اتفاق اتفاق کیا جاتا ہے۔ مگر عملی طور پر قلوبہم شتّٰی کا مصداق ہوتا ہے یعنے دل ایک دوسرے سے کوسوں دور پڑے ہوتے ہیں۔ درد خواہ قوم کہلانے والوں کا حال ہم سے چھپا نہیں۔ اور اتفاق اتفاق پکارنے والوں کی بھی کیفیت پوشیدہ نہیں۔ تفرقہ کی شکایت سے قبل چاہیئے تھا۔ کہ اپنے نسخہ اتفاق پر نظر کر لینا تھا۔ کہ ہم نے جو نسخہ اتفاق کے لئے سوچا تھا۔ وہ کہاں تک درست ثابت ہوا اور اس سے کتنا فائدہ ہوا۔ اگر وہ نسخہ نہائیت نکما ثابت ہوا جیسا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے تو پھر اس خدائی نسخہ کو آزمانا چاہیئے جو ہمیشہ خدا کے ماموروں نے استعمال کیا ہے اور ہمیشہ بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہیں اتفاق کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی اصل [illegible] مشترک ہو خواہ مذہب ہو۔ خواہ قوم۔ یورپ کے باشندوں یا ہندوؤں میں اتفاق کا باعث ان کی قومیت ہے۔ وہ ایک قوم [illegible] ہیں۔ اسلام چونکہ کل دنیا کا مذہب تھا اور اس میں ہر ایک قوم نے شامل ہونا تھا۔ لہذا قومیت تو اصل مشترک نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ البتہ مذہب اصل مشترک ٹھہر سکتا تھا اور اتفاق کی بنیاد اسی طرح ہو سکتی تھی اور یہی ہوا۔ کہ جب تک مذہب کا نشہ چڑھا رہا۔ اتفاق بھی قائم رہا اور جس روز سے وہ نشہ اتر گیا اور مسلمان اپنے مذہب سے دور جا پڑے اور نفسانیت نے گھیر لیا اسی روز سے تفرقہ اور زوال شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس قدر مختلف فرقوں کا زور خود اسلام کے اندر ہے کہ ایک محقق کو اصلی چہرہ اسلام کا ہرگز نظر نہیں آسکتا اس تفرقہ نے مذہب کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا تھا ایسے وقت میں ضرور تھا۔ کہ خدا جو اس مذہب کا محافظ تھا اپنی طرف سے ایک انسان کو حکم اور عدل بنا کر بھیجتا۔ تا وہ اصل اسلام کا چہرہ لوگوں کو دکھلاوے۔ اور سب شرک اور بدعات کو محو کر کے اور تمام فرقہ بندیوں کو توڑ کر دین واحد پر تمام مسلمانوں کو قائم کر دے اور یہ صاف بات ہے کہ جن لوگوں کی خلاف مرضی اوس کا فیصلہ ہو گا وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے غرض یہ حق اور باطل کا مقابل ہونا ضروری تھا اور اس وقت جبکہ اس آزادی کے زمانہ میں مختلف فرقے اپنی زیست کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں ایک دوسرے کی ضد ہونے کی وجہ سے سب فرقے ترقی نہیں کر سکتے صرف ایک ہی ترقی کر سکتا ہے جو اپنے اندر سب کو جذب کر لینے کی کشش رکھتا ہو گا اور وہ وہی ہو گا جسمیں روحانیت اور جس کے ساتھ خدائے واحد کی نصرتیں ہوں گی اور جو حق ہو گا اور اصل اسلام ہو گا کیونکہ حق کے آگے باطل نہیں ٹھہر سکتا اللہ تعالیٰ اسلام کا خود محافظ ہے اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اب خس و خاشاک سے اس باغ کو پاک کر دے اور باغ اصلی بہار پر آجائے اسی اصل پر حضرت اقدس مرزا صاحب کا موٹو (motto) بیعت کا یہی تھا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے اس میں یہی سر تھا کہ دین کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا مصداق بن کر اگر مسلمان پکڑیں گے تو ان میں سچا اتفاق پیدا ہو جائیگا۔ کیونکہ اسلام نے کل دنیا کے لئے اصل مشترک مذہب ہی رکھا ہے اور جب تک مذہب کو مقدم کر کے اس پر سب کا اتفاق نہ ہو گا حقیقی اتفاق پیدا ہونا ناممکن ہے۔ ظاہری میل وملاقات اور دلوں میں تفرقے جیسا کہ آجکل مروج ہے یہ مداہنت ہے جو سخت گناہ ہے نیچریوں کا یہ قول غلط ہے کہ مذہب کچھ ہی ہو اس کا دل سے تعلق ہے ہمارے معاملات پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے بلکہ دنیا کو دین پر مقدم کر کے ہم کو مسلمانوں کی قوم کو دنیوی ترقی دینی چاہیئے کیونکہ اسلام مذہب کا نام ہے کسی قوم کا نام نہیں اگر قوم بغیر مذہب کے ترقی کرے تو وہ اسلام کی ترقی نہیں کہی جا سکتی بلکہ ایک خاص قوم کی ترقی ہو گی جس کو اسلامی ترقی سے کوئی واسطہ نہیں اسلام چونکہ عالمگیر مذہب تھا اس لئے اس نے تمام قوموں کی انکی قومیت کو توڑ کر ایک کر دیا اور ایک عالمگیر اخوت قائم کرنے کیلئے مذہب کو ان کا اصل [illegible] ٹھہرایا۔ پس دنیوی قومی ترقی اسلام کی ترقی نہیں بلکہ وہی ترقی اسلامی ترقی ہے جس پر مذہب کا رنگ نمایاں ہو اور یہ ضرور ہے کہ ترقی کے لئے اتفاق ہو اور اتفاق مذہب میں ہی ہو سکتا ہے جب کل فرقہ بندیاں توڑ کر ایک حکم عدل امام کے تلے مسلمان جمع ہوں اور یہی حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا اور بفضلہ تعالیٰ نہائیت کامیابی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور اس کا حیرت انگیز ثبوت خود حضرت مرزا صاحب کی وفات پر کل جماعت میں اتفاق کا قائم رہنا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کرنا ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کا دل ہو وہ سمجھے اور رات دن خدا تعالیٰ کی نصرتیں اس کے ساتھ ہیں دیکھنے والے انشاء اللہ القدیر دیکھیں گے۔ مثل ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اور سب سے بڑھکر یہ کہ خدا کا فضل ساتھ ہے۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل

راقم مسیح موعود کے در کا غلام عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ

ایک امر کا اظہار

تمام بھائیوں کی اطلاع اور فائدہ عام کے لئے میں اس امر کو بڑی مسرت کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کے ساتھ جو اکثر بھائیوں کو وقتاً فوقتاً گفتگو کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کو اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور ثبوت کی خاطر حدیثوں کے حوالجات کی بڑی ضرورت پڑتی ہے اور قرآنی آیتوں کا پتہ مانگا جاتا ہے۔ سو شکر ہے کہ وہ تمام سوالات مع جوابات جنمیں حدیثوں کے حوالے اور قرآنی آیات درج ہیں۔ وہ اسلام کی پہلی کتاب میں لکھے گئے ہیں اور ایک بچہ بھی مخالف کے سوالوں کا جواب رسالہ مذکورہ سے پڑھ کر اس کو ساکت کر سکتا ہے میں نے سنا ہے کہ مولوی سکندر علی مدرس قادیان نے ایک جگہ مخالفین کے کئی اعتراضوں کا جواب صرف اس رسالہ سے پڑھ کر دیا اور انکی تسلی کر دی۔ پس جو لوگ بڑی بڑی کتابوں سے جوابات کا نکالنا اور حدیثوں کے صفحے تلاش کرنا مشکل سمجھتے ہیں اون کے لئے یہ رسالہ نہائیت مفید ہے میں نہیں خیال کر سکتا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کوئی ایسا سوال رہ گیا ہو جس کا جواب بطور سوال جواب کے کتاب مذکور میں نہ دیا گیا ہو۔ یہ کتاب دفتر بدر سے مل سکتی ہے۔ قیمت ۴ ؎۔ خاکسار فخر الدین احمدی چھاؤنی لاہور

الخطبہ ایک نوجوان احمدی حجام۔ جو قادیان کا رہنے والا اور معقول آمدنی والا ہے شادی کرنا چاہتا ہے پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہوتی علاج معالجہ سے فائدہ نہیں ہوا اولاد کی خاطر دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں لڑکی حجام ہو یا کسی اور قوم کی ہو۔ عمر شخص مذکور کی ۳۰ سال کی اندر ہی آمدنی پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سے کسی صورت میں کم نہیں۔ درخواست اور خط وکتابت حکیم مفتی فضل الرحمان

لگایا تھا (نعوذ باللہ) اور چونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم سے تھا اس لئے اصلی باعث نعوذ باللہ خدا تعالیٰ تھا لیکن یہ خیال درست نہیں۔ بات یہ ہے کہ مامور من اللہ کے وقت میں یہ بھی ہوتا ہے کہ خدائی جماعت بنانے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ تمام قوم میں سے سلیم الفطرت اور سعید لوگ چھانٹ لئے جاویں۔ پھولوں کا ایک خوش نما گلدستہ بنانے کے لئے کس قدر پھولوں میں تفرقہ اور جدائی ڈالنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر ایک گلدستہ بنتا ہے۔ ایک قمیص سینے کے لئے پہلے ریشمی اور قیمتی کپڑے کو قطع کرنا پڑتا ہے کیا کوئی نادان اس وقت کہہ سکتا ہے کہ کپڑے کا ستیاناس کر دیا۔ وہ تفرقہ ظاہری جس کا نتیجہ حقیقی اتفاق ہو۔ اس جھوٹے اتفاق سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ جو لکچر ہال کے چبوتروں پر چڑھ چڑھ کر صرف زبان سے اتفاق اتفاق کیا جاتا ہے۔ مگر عملی طور پر قلوبہم شتّٰی کا مصداق ہوتا ہے یعنے دل ایک دوسرے سے کوسوں دور پڑے ہوتے ہیں۔ ہمدرد خواہ قوم کہلانے والوں کا حال ہم سے چھپا نہیں اور اتفاق اتفاق پکارنے والوں کی بھی کیفیت پوشیدہ نہیں۔ تفرقہ کی شکائت سے قبل چاہیئے تھا۔ کہ اپنے نسخہ اتفاق پر نظر کر لینا تھا۔ کہ ہم نے جو نسخہ اتفاق کے لئے سوچا تھا۔ وہ کہاں تک درست ثابت ہوا اور اس سے کتنا فائدہ ہوا۔ اگر وہ نسخہ نہائت نکما ثابت ہوا جیسا کہ واقعات نے ثابت کر دیا ہے تو پھر اس خدائی نسخہ کو آزمانا چاہیئے جو ہمیشہ خدا کے ماموروں نے استعمال کیا ہے اور ہمیشہ بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے ہیں اتفاق کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کوئی اصل سب میں مشترک ہو خواہ مذہب ہو۔ خواہ قوم۔ یورپ کے باشندوں یا ہندوؤں میں اتفاق کا باعث ان کی قومیت ہے۔ وہ ایک قوم کے لوگ ہیں۔ اسلام چونکہ کل دنیا کا مذہب تھا اور اس میں ہر ایک قوم نے شامل ہونا تھا۔ لہذا قومیت تو اصل مشترک نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ البتہ مذہب اصل مشترک ٹھہر سکتا تھا اور اتفاق کی بنیاد اسطرح جم سکتی تھی اور یہی ہوا۔ کہ جب تک مذہب کا نشہ چڑھا رہا۔ اتفاق بھی قائم رہا اور جس روز سے وہ نشہ اتر گیا اور مسلمان اپنے مذہب سے دور جا پڑے اور نفسانیت نے گھیر لیا اسی روز سے تفرقہ اور زوال شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس قدر مختلف فرقوں کا زور خود اسلام کے اندر ہے کہ ایک محقق کو اصلی چہرہ اسلام کا ہرگز نظر نہیں آ سکتا اس تفرقہ نے مذہب کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا تھا ایسے وقت میں ضرور تھا۔ کہ خدا جو اس مذہب کا محافظ تھا اپنی طرف سے ایک انسان کو حکم اور عدل بنا کر بھیجتا تا وہ اصل اسلام کا چہرہ لوگوں کو دکھلاوے۔ اور سب شرک اور بدعات کو محو کرے اور تمام فرقہ بندیوں کو توڑ کر دین واحد پر تمام مسلمانوں کو قائم کر دے اور یہ صاف بات ہے کہ جن لوگوں کی خلاف مرضی اس کا فیصلہ ہوگا وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے غرض یہ حق اور باطل کا مقابل ہونا ضروری تھا اور اس وقت جبکہ اس آزادی کے زمانہ میں مختلف فرقے اپنی زیست کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں ایک دوسرے کی ضد ہونے کی وجہ سے سب فرقے ترقی نہیں کر سکتے صرف ایک ہی ترقی کر سکتا ہے جو اپنے اندر سب کو جذب کر لینے کی کشش رکھتا ہوگا اور وہ وہی ہوگا جس میں روحانیت اور جس کے ساتھ خدائے واحد کی نصرتیں ہوں گی اور جو حق ہوگا اور اصل اسلام ہوگا کیونکہ حق کے آگے باطل نہیں ٹھہر سکتا اللہ تعالیٰ اسلام کا خود محافظ ہے اور وہ چاہتا ہے۔ کہ اب خس و خاشاک سے اس باغ کو پاک کر دے اور باغ اصلی بہار پر آ جائے اسی اصل پر حضرت اقدس مرزا صاحب کا موعود (مسیح موعود) بیعت کا بھی تھا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے اس میں بھی سر تھا کہ دین کو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کا مصداق بنا کر اگر مسلمان پکڑیں گے تو ان میں سچا اتفاق پیدا ہو جائیگا۔ کیونکہ اسلام نے کل دنیا کے لئے اصل مشترک مذہب ہی رکھا ہے اور جب تک مذہب کو مقدم کر کے اس پر سب کا اتفاق نہ ہوگا حقیقی اتفاق پیدا ہونا ناممکن ہے۔ ظاہری میل و ملاقات اور دلوں میں تفرقے جیسا کہ آجکل مروج ہے یہ مداہنت ہے جو سخت گناہ ہے نیچریوں کا یہ قول غلط ہے کہ مذہب کچھ ہی ہو اس کا دل سے تعلق ہے ہمارے معاملات پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ بلکہ دنیا کو دین پر مقدم کر کے ہم کو مسلمانوں کی قوم کو دنیوی ترقی دینی چاہیئے کیونکہ اسلام مذہب کا نام ہے کسی قوم کا نام نہیں اگر قوم بغیر مذہب کے ترقی کرے تو وہ اسلام کی ترقی نہیں کہی جا سکتی بلکہ ایک خاص قوم کی ترقی ہو گی جس کو اسلامی ترقی سے کوئی واسطہ نہیں اسلام چونکہ عالمگیر مذہب تھا اس لئے اس نے تمام قوموں کی باہمی قومیت کو توڑ کر ایک کر دیا اور ایک عالمگیر اخوت قائم کرنے کیلئے مذہب کو ان کا اصل مشترک ٹھہرایا۔ پس دنیوی قومی ترقی اسلام کی ترقی نہیں بلکہ وہی ترقی اسلامی ترقی ہے جس پر مذہب کا رنگ نمایاں ہو اور یہ ضرور ہے کہ ترقی کے لئے اتفاق ہو اور اتفاق مذہب میں ہی ہو سکتا ہے جب کل فرقہ بندیاں توڑ کر ایک حکم عدل امام کے جھنڈے تلے مسلمان جمع ہوں اور یہی حضرت اقدس مرزا صاحب نے کیا اور بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیابی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا اور اس کا حیرت انگیز ثبوت خود حضرت مرزا صاحب کی وفات پر کل جماعت میں اتفاق کا قائم رہنا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کرنا ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور جس کے کان ہوں وہ سنے اور جس کا دل ہو وہ سمجھے اور رات دن خدا تعالیٰ کی نصرتیں اس کے ساتھ ہیں دیکھنے والے انشاء اللہ القدیر دیکھیں گے یشں ہو۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات اور سب بڑھکر یہ کہ خدا کا فضل ساتھ ہے۔ حسبنا اللہ نعم الوکیل

راقم مسیح موعود کے در کا غلام عاجز بشارت احمد عفی اللہ عنہ

ایک امر کا اظہار

تمام بھائیوں کی اطلاع او فائدہ عام کے لئے میں اس امر کو بڑی مسرت کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کے ساتھ جو اکثر بھائیوں کو وقتاً فوقتاً گفتگو کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان کو اکثر حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی اور نبوت کی خاطر حدیثوں کے حوالجات کی بڑی ضرورت پڑتی ہے اور قرآنی آیتوں کا پتہ مانگا جاتا ہے۔ سو شکر ہے کہ وہ تمام سوالات مع جوابات جنمیں حدیثوں کے حوالے اور قرآنی آیات درج ہیں۔ وہ اسلام کی پہلی کتاب میں لکھے گئے ہیں اور ایک بچہ بھی مخالف کے سوالوں کا جواب رسالہ مذکورہ سے پڑھ کر اس کو ساکت کر سکتا ہے نیز سنا ہے کہ مولوی سکندر علی مدرس قادیان نے ایک جگہ مخالفین کے کئی اعتراضوں کا جواب صرف اس رسالہ سے پڑھ کر دیا اور انکی تسلی کر دی۔ پس جو لوگ بڑی بڑی کتابوں سے جوابات کا نکالنا اور حدیثوں کے صفحے تلاش کرنا مشکل سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ رسالہ نہائت مفید ہے میں نہیں خیال کرتا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق کوئی ایسا سوال رہ گیا ہو جس کا جواب بطور سوال جواب کے کتاب مذکور میں نہ دیا گیا ہو۔ یہ کتاب دفتر بدر سے ملسکتی ہے۔ قیمت ۴؍ خاکسار فخر الدین احمدی چھاونی لاہور

الخطبہ ایک نوجوان احمدی حجام۔ جو قادیان کا رہنے والا اور معقول آمدنی والا ہے شادی کرنا چاہتا ہے پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہوتی علاج معالجہ سے فائدہ نہیں ہوا اولاد کی خاطر دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں لڑکی حجام ہو یا کسی اور قوم کی ہو۔ عمر شخص مذکور کی ۳۵ سال کے اندر ہے آمدنی پچیس تیس ۳۰ سے کسی صورت میں کم نہیں۔ درخواست اور خط و کتابت حکیم مفتی فضل الرحمان صاحب قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت ایک منصفانہ فیصلہ

وما یذکر الا اولوا الالباب

چند روز ہوئے حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ایک سرکاری معزز افسر سے جو اگرچہ غیر احمدی ہیں۔ مگر محقق اور نہائت معقول آدمی ہیں گفتگو کر رہا تھا۔ گفتگو کے ضمن میں کسی نے اُن سے یہ کہا۔ کہ ذرا ان (یعنی اس عاجز) سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی پیشگوئی کی نسبت تو پوچھو۔ کیونکہ وہ آجکل نہائت درجہ زیر بحث ہے۔ اس پر ان صاحب نے فرمایا کہ ایسا لغو سوال کرنا کمال درجہ کی نادانی ہے اس کی پیشگوئی سچ ہو یا جھوٹ۔ وہ خود اقراری ہے کہ وہ بیس سال تک شیطان کا دوست اور محبوب بنا رہا اور شیطان اس سے ہمکلام ہوتا رہا اور اُس شیطانی کلام کو خدا کا کلام سمجھتا رہا اور لوگوں کو بھی کہتا رہا کہ خدا اُس سے ہمکلام ہوتا ہے اور عجیب تر یہ کہ وہ کہتا ہے کہ وہ سچا بھی ہوتا تھا۔ تو اب کیا دلیل ہے کہ دو تین سال سے خدا اُس سے ہمکلام ہونے لگا۔ اور شیطان سے دوستی جاتی رہی۔

یہ بات ثابت ہو چکی کہ وہ خدا کے کلام اور شیطان کے کلام میں فرق نہیں کر سکتا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں بیس سال تک دھوکہ میں رہا۔ تو اب کونسا معیار اُس کے فرق کرنے کا مل گیا سچا ہونے کو تو پہلے الہامات جن کو وہ اب شیطانی کہتا ہے۔ بقول اُس کے سچے ہوتے رہے تو اب کوئی دلیل نہیں کہ اُس کے الہامات کو کوئی وقعت دیجائے۔

جو عرصہ دراز تک شیطانی تعلق کا خود اقراری ہو۔ اُس پر سے امان اٹھ گیا۔ مومن اور عقلمند انسان کا کام نہیں کہ اُس کی باتوں پر توجہ کرے۔ آج احمدیوں کا حق ہے کہ وہ اُس پیشگوئی کو بھی جو اُس نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کی نسبت کی تھی شیطانی سمجھیں اور بتلا دیں

میں یہ تقریر سُن کر اُن بزرگ کی فراست اور طبع سلیم پر عش عش کرنے لگا اور بات بھی یہ سچ ہے کہ جو قلب بیس سال تک مرکز شیطان بنا رہا اور ملہم کو پتہ نہ لگا۔ اور پیشگوئیاں بقول اُس کے پوری بھی ہوتی رہیں تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس قلب کو مرکز الوہیت مانا جائے اور جس حالت میں کہ خود خدا تعالیٰ نے اُس کے قلب پر مہر لگا دی ہو۔ جب حضرت امام علیہ السلام نے خود الوصیت میں پیشگوئی کر دی تھی کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور میری موت قریب ہے تو پھر کسی شخص کا حضرت کی نسبت موت کی پیشگوئی کرنا نہائت لغو تھا۔ باقی رہا میعاد کا تقرر۔ تو خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت اور فضل ہے کہ اس پیشگوئی میں یہ شیطان کا محبوب کس طرح جھوٹا ثابت ہوا خدا تو جھوٹ اور سچ میں کس طرح فرق کر کے دکھا دیتا ہے۔ پہلے تو تین سال کی پیشگوئی کی۔ اُس کو خود ہی منسوخ کر دیا۔ پھر ۱۴ ماہ والی پیشگوئی کی۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح صادق سے وعدہ کیا کہ "میں تیری عمر بڑھا دوں گا" تا کہ پیشگوئی کرنے والا جھوٹا ٹھیرے۔ عمر کے بڑھانے والا وعدہ خود ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت امام علیہ السلام کی وفات کے دن تھوڑے رہ گئے تھے اور سب سے پہلے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی نے اس کو بذریعہ رسالہ الوصیۃ کے مشتہر کر دیا تھا۔ مرتد ڈاکٹر کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے عمر کو بڑھا دینے کا وعدہ کیا اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا رہا جب تک کہ خود مرتد ڈاکٹر نے پیشگوئی کے رنگ کو نہ بدل دیا۔ ماہ مئی ۱۹۰۸ء میں خود مرتد نے اُس پیشگوئی کے رنگ کو بدلا اور ایک تاریخ مقرر کی یعنے ۲۱ ماہ ساون کو موت واقع ہوگی اب مقابلہ کا رنگ بدل گیا۔ میعاد کے بجائے تاریخ مقرر ہو گئی اللہ تعالیٰ چونکہ حکیم ہے اس کا کوئی فعل لغو نہیں ہوتا۔ عمر بڑھانا میعاد کی خاطر تھا سو میعاد کا مقابلہ نہ رہا اب تو تاریخ کے تقرر کا مقابلہ آن پڑا اس لئے عمر بڑھانے کی اب کوئی ضرورت نہ رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ تو بڑا علیم ہے۔ جانتا تھا کہ مرتد نے تاریخ مقرر کرنی ہے۔ اس لئے صدق اور کذب کے معیار کے لئے ایک تاریخ اللہ تعالیٰ نے مقرر کی۔ حضرت اقدس کو پہلے ہی الہام ہوا تھا۔ "۲۷۔ کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق)

واللہ خیر و ابقی۔"

سبحان اللہ وبحمدہ کیسا سچا کلام ہے واللہ خیر و ابقی ایک طرف تو بتلا رہا ہے۔ کہ یہ موت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف بتلا رہا ہے کہ وہ تاریخ موت کی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ابقی ہونے کی ایک تجلی کا دن ہے۔ دیکھو کیا عجیب حضرت امام علیہ السلام کی وفات ۲۶ مئی کو ہوتی ہے اور ۲۷ کو خدا تعالیٰ کے ابقی ہونے کا نظارہ لوگوں نے دیکھا کہ کل سلسلہ نے بالاتفاق حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو اپنا امام اور خلیفۃ المسیح مان لیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ خدا تعالیٰ نے بتلا دیا کہ اگرچہ خدا کا مسیح دُنیا سے رخصت ہو گیا مگر خدا تو باقی ہے اور اُس کے باقی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ سلسلہ جو اُس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اُس کے بقا کے لئے اُس نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھلایا کہ کل جماعت نے بالاتفاق ایک امام مان لیا اور اس طرح تفرقہ سے جو ایک موت ہوتی ہے بچ گیا اور اس طرح اس سلسلہ کے خدا کی طرف سے ہونے پر اور قیامت تک اس کا دامن دراز ہونے پر ایک مہر لگ گئی۔

اب دیکھو! یہ ہوتا ہے سچ اور جھوٹ میں فرق۔ ایک تاریخ حضرت امام علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر شائع کی اور ایک تاریخ مرتد ڈاکٹر نے۔ اب دیکھو کس کی بات سچ ہوئی اور کون جھوٹا ثابت ہوا۔ خدا تعالیٰ نے کس طرح مرتد ڈاکٹر کی شیطانی بات کو جھوٹا کر کے دکھلا دیا اور اس طرح اپنے نشان کی عظمت کو دوبالا کر دیا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ القی الشیطن فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطن ثم یحکم اللہ ایٰتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطن فتنۃ للذین فی قلوبہم مرض والقاسیۃ قلوبہم وان الظالمین لفی شقاق بعید ولیعلم الذین اوتوا العلم انہ الحق من ربک فیؤمنوا بہ فتخبت لہ قلوبہم وان اللہ لھاد الذین اٰمنوا الیٰ صراط مستقیم یعنے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جب اُنہوں نے دُنیا میں پاکیزگی کو پھیلانا چاہا (کیونکہ نبی اپنی طرف سے کچھ نہیں چاہتا ہے۔ وہ تو وہی چاہتا ہے جو خدا چاہتا ہے) شیطان نے اُن کی اس خواہش پر روک ڈالی (خواہ مخالفت کے رنگ میں خواہ اپنے پیاروں کو شیطانی القاؤں کے کرنے سے) پھر اللہ تعالیٰ جو کچھ شیطان نے روک ڈالی تھی یا اپنے دوستوں کو القا کیا تھا اس کو مٹا دیتا ہے اور اس کو باطل کر دیتا ہے۔ پھر اپنے نشانوں کو مستحکم کر دیتا ہے اور اللہ کامل جاننے والا اور کامل حکمت والا ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جو کچھ شیطان ڈالتا ہے اُس کو اُن لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بناوے۔ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ پرلے درجہ کی مخالفت میں پڑے ہیں اور تا وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے جان لیں کہ وحی سچی ہے اور تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ پس وہ لوگ اس پر ایمان لا دیں اور ان کے دل خدا کے آگے گڑگڑا دیں اور بے شک اللہ ہدایت دینے والا ہے سیدھے رستہ کی طرف اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں"

اب دیکھو یہ خدا تعالیٰ نے قاعدہ بتلایا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کے وقت اُن کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے شیطان مختلف قسم کی روکیں ڈالتا رہتا ہے۔ کبھی تو مخالفین منکرین کے قلب میں گھس کر اُن کو سخت درجہ کی مخالفت پر آمادہ کرتا ہے اور کبھی اپنے بہت پیاروں کو القائے شیطانی کرنے لگ جاتا ہے غرض کہ مطلب یہ ہوتا ہے تا دنیا میں نبی

اور رسول اپنے مشن کو اور اپنے مقصد کو پورا نہ کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ ہم ان روکوں کو اٹھا دیتے ہیں اور القائے شیطانی کو
باطل کر کے دکھا دیتے ہیں۔ تا کہ دنیا دیکھے کہ خدا کی وحی سچی
ہوتی ہے اور الہام الٰہی اور شیطانی میں کیا فرق ہوتا ہے اور اس طرح
خدا کے نشانات کو استحکام ہوتا ہے اور اُن کی چمک دوبالا ہو جاتی
ہے اور علم والے لوگوں کی ہدایت اور ایمان کی ترقی اور خشوع و خضوع
کا باعث ہو جاتا ہے اور دلوں کی مرض والوں کے لئے اور سخت دلوں کے
لئے وہ ایک فتنہ اور ذریعہ آزمائش ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ اسی طرح
ہمارے زمانہ میں ہوا۔ شیطانی القاء ۔ مرتد ڈاکٹر کے القاؤں کو
خدا تعالیٰ نے ہر طرح باطل ثابت کیا۔ میعاد کا تقرر تھا تو اس کے لئے
جھوٹا ثابت کرنے کے لئے عمر بڑھائی جا رہی تھی اور اگر وہ رنگ
پیشگوئی کا نہ بدلتا۔ تو عمر بڑھائی چلی جاتی۔ یہاں تک کہ میعاد
گذر گئی ہوتی۔ مگر مرتد ڈاکٹر نے خود پیشگوئی کے رنگ کو بدلا
اور تاریخ کا تقرر کیا۔ تب خدا نے اُسی رنگ میں حق اور باطل کا
فیصلہ کیا اور علیم و حکیم خدا نے پہلے سے خود ایک تاریخ کا تقرر کیا۔ اور اسی
رنگ میں حق اور باطل کا فیصلہ کیا۔ مگر واہ رے بے حیائی۔ مرتد
ڈاکٹر اب پچھتا۔ تو ایک نئے رسالہ میں جو اُس نے اب شائع کیا ہے
اور جو مجھے بھی بھیجا تھا "کو" کی جگہ "تک" لکھا۔ مگر اب کیا ہوتا ہے
یہ مشتے بعد از جنگ ہے جو برکلۂ خود باید زد کا مصداق ہے
ڈاکٹر اور ملہم کہلا کر یہ افعال۔ العجب ثم العجب۔ پھر اگر تک بھی ہوتا
تو کیا تھا۔ وحی الٰہی کے بعد استراق سمع اور ان الشیطین
لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم قرآن کریم میں
موجود ہے اور شیطان کا دوست ہونا خود ڈاکٹر صاحب کا
اقرار موجود ہے۔ اب معاملہ صاف ہے۔ الوصیۃ میں حضرت صاحب
کی وفات کی نسبت وحی دنیا میں اتر چکی تھی۔ استراق سمع اور وحی
شیطانی کے لئے ہبوط وحی شیطانی دنیا میں موجود تھا اگر ہو جاتا
تو کیا عجب تھا۔ اور ہبوط وحی شیطانی کا ہونا خود مرتد ڈاکٹر کا اقرار ہے
احمدیوں نے یہ خطاب نہیں دیا۔ وہ خود اقراری ہے کہ میں
اسیار رہا ہوں۔ پس کیا وجہ کہ اب نہیں ہے۔ ہے اور ضرور
ہے پرانی دوستی چھوٹنی آسان نہیں۔ فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ اور بات اصل وہی ہے۔ جو ہم نے
اوپر لکھی کہ صدق اور کذب میں خدا نے فیصلہ کر کے دکھا دیا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

راقم
مسیح موعود کے در کا غلام
بشارت احمد عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاریخہائے عجیب

حبی فی اللہ جناب مفتی صاحب
مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کے ارسال
کردہ بارہ جلد رسالجات آئینہ صداقت بذریعہ وی۔پی ایک روپیہ
پہنچے۔ وصول کئے۔ الحمد للہ   صادقا آئینہ صداقت
دیکھا۔ واقعی اسم بامسمّیٰ ہے اور چونکہ اس میں حضرت مسیح
موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال باللہ
ہونے کی ہجری اور عیسوی تاریخیں بھی مندرج تھیں۔ اور
خاکسار کو بھی۔ اس فن سے کچھ دلچسپی ہے۔ اس لئے عاجز
کا دل فوراً تاریخیں نکالنے کی طرف رجوع پکڑ گیا اور ساتھ
ہی یہ خیال بھی دل میں جم گیا کہ تاریخ ہو تو ایسی ہو۔ کہ
اُس کے الفاظ سے متوفی کا مامور من اللہ ہونا صاف ظاہر ہو
اور نیز متوفی کا نام اُس میں ذکر کیا گیا ہو۔ اور نیز اُس کا
متوفی ہونا عیاں ہو۔ صرف یہی نہیں کہ الفاظ سے تاریخ
نکل آوے اور بس۔ یعنی نہ تو پتہ لگے کہ یہ تاریخ کس
شخص کے فوت ہونے کی ہے اور نہ ہی یہ پتہ چلے۔ کہ
آیا یہ تاریخ فوت ہونے کی تاریخ ہے یا کسی دیگر حالت کی
مثلاً مغفور سے بے شک ہجری تاریخ نکل آتی ہے لیکن
چونکہ اس میں متوفی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لئے خواہ
۱۳۲۶
کوئی بھی اس سنہ رواں میں مر جائے۔ خواہ مولوی یا مرتد ڈاکٹر
ہی اس سنہ میں مر جائے۔ تو اس کے پسماندگان بھی
اس پر مغفور کا کلمہ چسپاں کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی
۱۳۲۵
امرتسری ملا بجہنم گردیدہ کے لواحقین لہ [illegible]
پس عاجز نے اپنے امام ہمام علیہ الف الف
صلوٰۃ والسلام کی تاریخیں ایسے الفاظ میں بتوفیقہ تعالیٰ
نکالی ہیں کہ جن کو کوئی دوسرا اپنے لئے تجویز نہ کر سکے۔
اور نیز یہ کہ اُس سے آپ کا اپنے دعاوی میں صادق
ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ تاریخیں چونکہ آئینہ صداقت
کے دیکھنے پر نکالی گئی ہیں۔ اس لئے آئینہ کی تاریخ بھی
ساتھ ہی نکالنی لازمی اور ضروری سمجھ لی۔ اور جناب کو صد
صد مبارک ہو۔ کہ جناب کی کتاب کے نام ہی سے
کتاب کی تاریخ نکل آتی ہے۔ اور وہ اس طرح سے
ہے۔ بیت

۱۳۲۶ ۔۔۔ ۱۳۲۶

آج لکھی کتاب صادق آئینۂ صداقت + آئینۂ صداقت آئینۂ صداقت
آئینۂ صداقت لغلام احمد قادیانی
۱۹۶۵

اور دیگر تاریخیں حسب ذیل ہیں مہربانی فرما کر ا[...]
شائع کر دیں۔ شائد کوئی اسی مذاق اور دلچسپی وال[...]
فائدہ اٹھا کر فلاح دارین حاصل کر لے اور عاجز عند اللہ ماجور ہو

اوّل ہجری سنہ کی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ خدشہ نہ وسوسہ کہ عیسیٰ محمدی بموجب
۱۳۲۶ھ
وعدۂ وحی مہیمن متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است

(۲) مہدی جی ہم کو چشمہ معرفت دے گئے
۱۳۲۶

(۳) بیت۔ تاریخ کوچ مہدی واہ ہے کرم نے لکھدی
پیغام صلح دہ واہ بھجوا گیا ہے مہدی

(۴) کی کرم نے رب سے سالِ فوتِ مہدی پر جو عرض
۱۳۲۶ھ
رب نے فرمایا لکھو حی امام گزہ ارض

دوم عیسوی سنہ کی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ چون و چرا نہ وسوسہ کہ عیسیٰ زمان
۱۹۰۸
حسب وعدہ وحی اللہ متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است
۱۹۰۸

(۲) حضرت مرزا صاحب اب بھی زندہ ہیں

(۳) اور یہ وہ عنوان ہے۔ جو ۱۱ جون ۱۹۰۸ء کے
بدر میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایک
لطیف اور پر معارف مضمون پر لکھا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک
خلیفہ صاحب کو بھی مبارک ہو۔ کہ اُن کے مضمون کے
عنوان میں یہ تاریخی راز بھی مخفی تھا۔ جو اس عاجز کے
دل میں ڈالا گیا۔

سوم بکرمی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ شکے نہ وہمے کہ عیسیٰ احمد مہدی
بجسب وعدہ وحی حق متوفی و مرفوع الی اللہ
شدہ است   ۱۹۶۵ بکرمی

تشریح

عیسیٰ	۱۵۰
محمدی	۱۰۲
بموجب	۵۳
وعدہ	۸۵
وحی	۲۴
مہیمن	۱۴۵
متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است	۱۸۱۵
	۲۳۷۴
نفی	۱۰۴۸
	۱۳۲۶ھ

اور رسول اپنے مشن کو اور اپنے مقصد کو پورا نہ کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان روکوں کو اٹھا دیتے ہیں اور القائے شیطانی کو باطل کر کے دکھا دیتے ہیں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ خدا کی وحی سچی ہوتی ہے اور الہام الٰہی اور شیطانی میں کیا فرق ہوتا ہے اور اس طرح خدا کے نشانات کو استحکام ہوتا ہے اور ان کی چمک دوبالا ہو جاتی ہے اور علم والے لوگوں کی ہدایت اور ایمان کی ترقی اور خشوع خضوع کا باعث ہو جاتا ہے اور دلوں کی مرض والوں کے لئے اور سخت دلوں کے لئے وہ ایک فتنہ اور ذریعہ آزمائش ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ اسی طرح ہمارے زمانہ میں ہوا۔ شیطانی القا ۔ مرتد ڈاکٹر کے القاؤں کو خدا تعالیٰ نے ہر طرح باطل ثابت کیا۔ میعاد کا تقرر تھا تو اس کے لئے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے عمر بڑھائی جا رہی تھی اور اگر وہ رنگ پیشگوئی کا نہ بدلتا۔ تو عمر بڑھائی چلی جاتی۔ یہاں تک کہ میعاد گذر گئی ہوتی۔ مگر مرتد ڈاکٹر نے خود پیشگوئی کے رنگ کو بدلا اور تاریخ کا تقرر کیا۔ تب خدا نے اسی رنگ میں حق اور باطل کا فیصلہ کیا اور علیم حکیم خدا نے پہلے سے خود ایک تاریخ کا تقرر کیا۔ اور اسی رنگ میں حق اور باطل کا فیصلہ کیا۔ مگر واہ رے بے حیائی۔ مرتد ڈاکٹر ... دیا۔ تو ایک نئے رسالہ میں جو اس نے اب شائع کیا ہے اور جب مجھے بھی بھیجا تھا "کو" کی جگہ "تک" لکھا۔ مگر اب کیا ہوتا ہے یہ مُکّا جو بعد از جنگ ہے جو برکلہ خود باید زد کا مصداق ہے ڈاکٹر اور ملہم کہلا کر یہ افعال۔ العجب ثم العجب۔ پھر اگر تک بھی ہوتا تو کیا تھا۔ وحی الٰہی کے بعد استراق سمع اور ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم قرآن کریم میں موجود ہے اور شیطان کا دوست ہونا خود ڈاکٹر صاحب کا اقرار موجود ہے۔ اب معاملہ صاف ہے۔ الوصیۃ میں حضرت صاحب کی وفات کی نسبت وحی دنیا میں باہر نکل چکی تھی۔ استراق سمع اور وحی شیطانی کے لئے ہبط وحی شیطانی دنیا میں موجود تھا اگر ہو جاتا تو کیا عجب تھا۔ اور ہبط وحی شیطانی کا ہونا خود مرتد ڈاکٹر کا اقرار ہے احمدیوں نے یہ خطاب نہیں دیا۔ وہ خود اقراری ہے کہ میں ایسا رہا ہوں۔ پس کیا وجہ کہ اب نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ پرانی دوستی چھوٹنی آسان نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور بات اصل وہی ہے۔ جو ہم نے اوپر لکھی کہ صدق اور کذب میں خدا نے فیصلہ کر کے دکھا دیا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

راقم

مسیح موعود کے در کا غلام

بشارت احمد عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تاریخہائے عجیب

حبی فی اللہ جناب مفتی صاحب
مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ جناب کے ارسال کردہ بارہ ۱۲ جلد رسالجات آئینہ صداقت بذریعہ وی۔ پی ایک روپیہ عہ پونچے۔ وصول کئے۔ الحمد للہ صادقا بآئینہ صداقت دیکھا۔ واقعی اسم بامسمّٰی ہے اور چونکہ اس میں حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال باللہ ہونے کی ہجری اور عیسوی تاریخیں بھی مندرج تھیں۔ اور خاکسار کو بھی۔ اس فن سے کچھ دلچسپی ہے۔ اس لئے عاجز کا دل فوراً تاریخیں نکالنے کی طرف رجوع پکڑ گیا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی دل میں جم گیا کہ تاریخ ہو تو ایسی ہو۔ کہ اس کے الفاظ سے متوفی کا مامور من اللہ ہونا صاف ظاہر ہو اور نیز متوفی کا نام اس میں ذکر کیا گیا ہو۔ اور نیز اس کا متوفی ہونا عیاں ہو۔ صرف یہی نہیں کہ الفاظ سے تاریخ نکل آوے اور بس۔ یعنی نہ تو پتہ لگے کہ یہ تاریخ کس شخص کے فوت ہونے کی ہے اور نہ ہی یہ پتہ چلے۔ کہ آیا یہ تاریخ فوت ہونے کی تاریخ ہے یا کسی دیگر حالت کی مثلاً مغفور سے بے شک ہجری تاریخ نکل آتی ہے لیکن چونکہ اس میں متوفی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لئے خواہ ۱۳۲۶ کوئی بھی اس سنہ رواں میں مرجائے۔ خواہ مولوی یا مرتد ڈاکٹر ہی اس سنہ میں مرجائے۔ تو اس کے پسماندگان بھی اس پر مغفور کا کلمہ چسپاں کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی ۱۳۲۵ امرتسری مُلّا بھی جہنم گردیدہ کے لواحقین کہہ سکیں گے۔

پس عاجز نے اپنے امام ہمام علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی تاریخیں ایسے الفاظ میں بتوفیقہ تعالیٰ نکالی ہیں کہ جن کو کوئی دوسرا اپنے لئے تجویز نہ کر سکے۔ اور نیز یہ کہ اس سے آپ کا اپنے دعاوی میں صادق ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ تاریخیں چونکہ آئینہ صداقت کے دیکھنے پر نکالی گئی ہیں۔ اس لئے آئینہ کی تاریخ بھی ساتھ ہی نکالنی لازمی اور ضروری سمجھ لی۔ اور جناب کو صد صد مبارک ہو۔ کہ جناب کی کتاب کے نام ہی سے کتاب کی تاریخ نکل آتی ہے۔ اور وہ اس طرح سے ہے۔ بیت

۱۳۲۶ ۱۳۲۶

آج کی کتاب صادق آئینہ صداقت + آئینہ صداقت آئینہ صداقت

آئینہ صداقت بغلام احمد قادیانی

سمت ۱۹۶۵

اور دیگر تاریخیں حسب ذیل ہیں مہربانی فرما کر اپنے اخبار گوہر بار میں شائع کر دیں۔ شائد کوئی اسی مذاق اور دلچسپی والی روح اس سے فائدہ اٹھا کر فلاح دارین حاصل کر لے اور عاجز عند اللہ ماجور ہو۔

اوّل ہجری سنہ کی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ خدشہ نہ وسوسہ کہ عیسیٰ محمدی بموجب وعدہ وحی مہین متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است ۱۳۲۶ھ

(۲) مہدی جی ام کو جشمہ سعرفت دیکھے ۱۳۲۶

(۳) بیت۔ تاریخ کوچ مہدی واہ ہے کرم نے لکھدی
پیغام صلح وہ واہ بھجوا گیا ہے مہدی

(۴) کی کرم نے رب سے سال فوت مہدی پر جو عرض
رب نے فرمایا لکھو حی امام کرہ ارض ۱۳۲۶ھ

دوم عیسوی سنہ کی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ چوں چرا نہ وسوسہ کہ عیسیٰ زمان حسب وعدہ وحی اللہ متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است ۱۹۰۸

(۲) حضرت مرزا صاحب اب بھی زندہ ہیں ۱۹۰۸

(۳) اور یہ وہ عنوان ہے۔ جو ۱۱ جون ۱۹۰۸ء کے بدر میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے ایک لطیف اور پر معارف مضمون پر لکھا تھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک خلیفہ صاحب کو بھی مبارک ہو۔ کہ ان کے مضمون کے عنوان میں یہ تاریخی راز بھی مخفی تھا۔ جو اس عاجز کے دل میں ڈالا گیا۔

۳ بکرمی تاریخیں

(۱) دریں امر نہ شک نہ وہم ہے کہ عیسیٰ محمدی بحسب وعدہ وحی حق متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است ۱۹۶۵ بکرمی

تشریح

۱۵۰	عیسی
۱۰۲	محمدی
۵۳	بموجب
۸۵	وعدہ
۲۴	وحی
۱۴۵	مہین
۱۸۱۵	متوفی و مرفوع الی اللہ شدہ است
۲۳۷۴	
۱۰۴۸	نفی
۱۳۲۶ھ	

(۲) ... تک ۔ عیسے حسب وعدہ وحی جلیل مجیی متوفی و مرفوع ۳۲۰
۱۹۶۵
الی اللہ شدہ است
۱۹۶۵
(۳) امام مہدی وصیت کرکے اور حقیقۃ الوحی سمجھا کے چلا ہی
(۴) بیت ۔ فوت ہوا جس سمت مہدی اور کرم سے کھیلے
۱۹۶۵
کرشن اوتار ابروز عیسے مہدی گیارہ بے نون ہج ۔ فقط
الراقم عاجز کرم الدین مدرس ... سنگہ ایڈوڈ سکول
ڈنگہ ضلع گوجرات

اہل حدیث کا علم

میں نے ذوق کی باتوں کے ماتحت ایک یہ بات بھی لکھی تھی ۔ کہ اگر خدا کا برگزیدہ مسیح دنیا پرست ہوتا تو اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین کر جاتا ۔ اس پر اہلحدیث میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ الوصیت میں اپنے بیٹے کی نسبت جانشینی کا حکم دے گئے ہیں مگر قوم نے قبول نہیں کیا ہے اس کے جواب میں نہایت ادب کے ساتھ مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اسی الوصیت میں لکھا ہے ۔ کہ میرے بعد سب انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے پس وہ کمیٹی جسے چاہے اپنا پریزیڈنٹ تجویز کرے ۔ دوم جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں پر نوٹ لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا آپ خوب جانتے ہیں کہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو ۔ اس کا انتخاب مومنوں کے اختیار میں نہیں دیا جاتا ۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ موجودہ انتظام انتخاب اس وقت تک ہے جب تک کہ جناب مسیح کی ذریت سے ایک شخص قائم ہو جسے اللہ اپنے قرب و وحی سے مخصوص کرے ۔ ذریت کے لئے قرب و وحی سے مخصوص ہونے کی قید اس بات کو سمجھا رہی ہے ۔ کہ جب تک ایسا نہ ہو اس وقت مومن اپنے طور سے انتخاب کریں ۔ پھر سر الخلافہ میں حضور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول صدیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے ۔ کہ ولی صدیق ؓ ۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ علامہ نور الدین کو جانشین مقرر فرماتے ہیں ۔

اس کے علاوہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے ۔ اس کا اکثر حصہ تو گالیاں ہیں جن کا جواب "سلام" ہے باقی جو حصہ ہے اس کی بابت مختصر عرض ہے کہ حضور نے جو کچھ وصول کیا خواہ بطور چندہ یا کتاب کی قیمت کے ۔ وہ ہمیشہ دین کی اشاعت و رفاہ عام میں خرچ ہوتا رہا ۔ آپ نے کوئی ذاتی مکان نہیں بنوایا ۔ کوئی زمین نہیں خریدی ۔ کوئی نقدی نہیں چھوڑ گئے دوسرے پیروں کی طرح کوئی گھوڑیاں اور بھینسیں اور اونٹ نہیں رکھے لئے ۔ پھر براہین کیلئے کئی بار اشتہار ہو چکا کہ جو قیمت واپس لینا چاہے لے ۔ اب باوجود اعلان کے کوئی حقدار نہ ہوا اور آپ اعتراض کئے جائیں تو اے مہربان مولوی صاحب انصاف نہیں ۔ آپ ہی کوئی دعویدار نکالئے جو قیمت واپس لینا چاہتا ہو ۔ مدعی سست گواہ چست تو ٹھیک نہیں ۔ منارۃ المسیح کی نسبت اگر کچھ چندہ ہوا تو احمدیوں سے ۔ احمدیوں کو اپنے آقا پر پورا اعتبار ہے آپ سے کوئی شکائت کرنے نہیں گئے انہوں نے دین کے لئے دیا اور اسی میں خرچ ہوا ۔ باقی لنگر کے چندہ کی نسبت اعتراض ہے اور مجھ سے مطالبہ ۔ کہ کیا پہلے نبیوں نے ایسا کیا ہے ۔ جناب سن ! اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ آتوا الزکوٰۃ لازمی طور سے آتا ہے ۔ پھر خذ من اموالہم صدقۃً کا ارشاد قرآن مجید میں موجود ہے آپ خود ہی بتلائیں ۔ کہ رسول کی نصرت مومنین پر فرض ہوتی ہے یا نہیں ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے جو کچھ اخراجات فرماتے تھے وہ سب آسمان سے گرا کرتا تھا ۔ یا مومنوں ہی سے لیا جاتا تھا ۔ آپ ذرا جنگ تبوک کے چندے ہی کو یاد کیجئے ۔ دیکھئے ایک طرف "ما اسئلکم علیہ من اجر" کا اعلان ہو رہا ہے اور دوسری طرف چندہ وصول ہو رہا ہے پس یہ اعتراض تو جیسا خدا کے مسیح پر ہے ایسا ہی نبی اکرم پر ۔ یہاں بھی جو کچھ وصول ہوا وہ سب دین اللہ کی اشاعت کے ذرائع میں صرف ہوتا رہا آپ بدظنی سے کام لیں یہ آپ کا حق نہیں ۔ کیونکہ دینے والے ہم احمدی اور لینے والے ہمارے امام ۔ نہ ہمیں اس کا شکوہ نہ کسی سے شکائت ۔ پس آپکا اس پر اعتراض کیونکر صحیح ہو سکتا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ واقعی حضرت روح اللہ نے کبھی اپنی تبلیغ کا اجر کسی سے نہیں مانگا ۔ نبیوں کی اولاد کا ورثہ سے محروم رہنا ۔ ورث سلیمان اور یرثنی و یرث من آل یعقوب کے خلاف ہے ۔

پھر بہشتی مقبرہ پر اعتراض بھی انصاف سے بعید ہے ۔ کیونکہ جو عشر وصیت کیا جاتا ہے اس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے جس کا فرض اشاعت اسلام ہے حضرت کو اپنی زندگی میں بھی اس سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ کس کس نے وصیت کی ہے اور نہ اس مال کو آپ لیتے تھے میرے سامنے ایک شخص نے کہا کہ حضور یہ وصیت کا مال ہے تو آپ نے فرمایا کہ کمیٹی والوں کو دو ۔ میں اسے نہیں لیتا ۔ (اکمل)

اشعار متضمن تاریخ وفات حضرت اقدس علیہ السلام

ذیل کی نظم جناب مولوی احمد دین صاحب منشی فاضل نے لکھی ہے جسکو پڑھکر امید ہے کہ ناظرین محظوظ ہونگے

ہزار حسرت و اندوہ و غم بکرد ظہور ۔۔۔ کہ گشت مرسل رحمان ز چشم ما مستور
معین دین و مسیح زمان و عارف حق ۔۔۔ غلام احمد مختار و از خدا مامور
مثیل عیسیٰ نصران و مہدی دوران ۔۔۔ شہ ولایت عرفان بہ میرزا مشہور
مطیع حکم خداوند آسمان و زمین ۔۔۔ بوقت بیم و رجاہ برضائی او مسرور
امام دین کہ نظیرش نمی توان دیدن ۔۔۔ پس محمد عربی بدیدہ پر نور
خلیفہ شہ خیر الورا و فخر رسل ۔۔۔ مویدش بہ براہین و بانشان منصور
نبی و مہبط وحی خدائی ذی الجبروت ۔۔۔ بہ قیل شاہد الہی بحکم او مجبور
نصیر ملت اسلام و واقف قرآن ۔۔۔ نذیر از سوئے یزدان پاک رب غفور
بہادریکہ نیاید کسے برابر او ۔۔۔ مظفریکہ از وجود دشمنش مقہور
گرفت علم لدنی ز ایزد بیچون ۔۔۔ نیافت درس لسان بموجب دستور
زبہر رد نصاریٰ خطاب عیسیٰ یافت ۔۔۔ نزول کرد بوقتیکہ بود دین رنجور
بکشت مذہب باطل بہ تیغ تیز دلیل ۔۔۔ بگشت روس ضلالت ہست او مقہور
شکست دین مسیحی بحربۂ برہان ۔۔۔ بمرد عیسیٰ نصران صلیب شد مکسور
نہ آسمان بہ ہمین کار کردہ بود نزول ۔۔۔ ہلاک کفر ازو بود ز انتظار مقدور
رحیل سوئے جنان کرد گشت چون فارغ ۔۔۔ ز کار منصبی خود کہ بود ورا منظور
پیام حق برسانید بیست و سہ سال ۔۔۔ بحکم خالق کون و مکان کرد مرور
ہمین بس است دلیل صداقت قولش ۔۔۔ ثبوت آیۃ و دیگر نشان نیست ضرور
بمیرد آنکہ مفتری در ین مدت ۔۔۔ کہ در کتاب مجید است اینچنین مسطور
فلک بچشم جہان مثل خود نخواہد دید ۔۔۔ چنان امام زمان گنج فیض را گنجور
بود شقی نہ سعید آنکہ دشمنش باشد ۔۔۔ بود مخالفش آنکس کہ باشد او مغرور
جماعتی کہ بود چار صد ہزار گذاشت ۔۔۔ کہ بر وفات وے اندر غم و الم محصور
ہمہ مزین و آراستہ بحلیۂ علم ۔۔۔ ز فیض و صدق ہادی دل ہمہ معمور
چہ حاجت است شماریم ماسنین و شہور ۔۔۔ کہ ہست سال وفاتش بکلمۂ "مغفور"
۱۳۲۶ھ

خاکسار احمد دین شادیوال گجرات

نوٹ ۔ میں نے عربی کتاب کی ایک معتبر لغت یعنی صراح میں دیکھا ہے کہ نصران اس گاؤں کا نام ہے جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے اگرچہ انجیل میں ناصرت لکھا ہے لیکن مسلمان عرب اس کو نصران ہی بولتے ہیں ۔ اس لئے ضرورت شعری کیلئے جائز ہے کہ بجائے ناصرت کے نصران لکھا جاوے ۔

(۲) بلا شک - عیسےٰ حسب وعدہ وحی جلیل مجیبی متوفی و مرفوع ۱۹۶۵ الی اللہ شدہ است ۱۹۶۵

(۳) امام مہدی وصیت کر کے اور حقیقۃ الوحی سمجھا کے چلا ہے

(۴) بیت - فوت ہو یا جس سمت مہدی اودہ کرم نے سکھلائے ۱۹۶۵ کرشن اوتار ا بروز عیسےٰ مہدی گیارہے نوں بجے - فقط الراقم - عاجز کرم الدین مدرس سردار حاکم سنگھ ایڈ ڈ اسکول ڈنگہ ضلع گوجرات

اہل حدیث کا علم

میں نے ذوق کی باتوں کے ماتحت ایک یہ بات بھی لکھی تھی - کہ اگر خدا کا برگزیدہ مسیح دنیا پرست ہوتا تو اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین کر جاتا - اس پر اہلحدیث میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ الوصیت میں اپنے بیٹے کی نسبت جانشینی کا حکم دے گئے ہیں مگر قوم نے قبول نہیں کیا ہے اس کے جواب میں نہائت ادب کے ساتھ مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اسی الوصیت میں لکھا ہے - کہ میرے بعد سب انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے پس وہ کمیٹی جسے چاہے اپنا پریزیڈنٹ تجویز کرے دوم جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں پر نوٹ لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا آپ خوب جانتے ہیں کہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو - اس کا انتخاب مومنوں کے اختیار میں نہیں دیا جاتا - اس سے ظاہر ہے کہ یہ موجودہ انتظام انتخاب اس وقت تک ہے جب تک کہ جناب مسیح کی ذریت سے ایک شخص قائم ہو جسے اللہ اپنے قرب و وحی سے مخصوص کرے - ذریت کے لئے قرب و وحی سے مخصوص ہونے کی قید اس بات کو سمجھا رہی ہے - کہ جب تک ایسا نہ ہو اس وقت مومن اپنے طور سے انتخاب کریں - پھر سر الخلافہ میں حضور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول صدیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے - کہ ولی صدیق رض جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ علامہ نور الدین کو جانشین مقرر فرماتے ہیں -

اس کے علاوہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے - اس کا اکثر حصہ تو گالیاں ہیں جس کا جواب "سلام" ہے باقی جو حصہ ہے اس کی بابت مختصر عرض ہے کہ حضور نے جو کچھ وصول کیا خواہ بطور چندہ یا کتاب کی قیمت کے - وہ ہمیشہ دین کی اشاعت و رفاہ عام میں خرچ ہوتا رہا - آپ نے کوئی ذاتی مکان نہیں بنوایا - کوئی زمین نہیں خریدلی - کوئی نقدی نہیں چھوڑ گئے دوسرے پیروں کی طرح کوئی گھوڑیاں اور بھینسیں اور اونٹ نہیں رکھ لئے - پھر براہین کیلئے کئی بار اشتہار ہو چکا کہ جو قیمت واپس لینا چاہے لے - اب باوجود اعلان کے کوئی حقدار نہ ہو اور آپ اعتراض کئے جائیں تو اے مہربان مولوی صاحب یہ انصاف نہیں - آپ ہی کوئی دعویدار نکالئے جو قیمت واپس لینا چاہتا ہو - مگر سست گواہ چست تو ٹھیک نہیں - منارۃ المسیح کی نسبت اگر کچھ چندہ ہوا تو احمدیوں سے - احمدیوں کو اپنے آقا پر پورا اعتبار ہے آپ سے کوئی شکایت کرنے نہیں گئے انہوں نے دین کے لئے دیا اور اسی میں خرچ ہوا - باقی لنگر کے چندہ کی نسبت اعتراض ہے اور مجھ سے مطالبہ - کہ کیا پہلے نبیوں نے ایسا کیا ہے - جناب سن! اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ آتوا الزکوٰۃ لازمی طور سے آتا ہے - پھر خذ من اموالہم صدقۃ کا ارشاد قرآن مجید میں موجود ہے آپ خود ہی تبلائیں - کہ رسول کی نصرت مومنین پر فرض ہوتی ہے یا نہیں - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے جو کچھ اخراجات فرماتے تھے وہ سب آسمان سے گرا کرتا تھا - یا مومنوں ہی سے لیا جاتا تھا - آپ ذرا جنگ تبوک کے چندے ہی کو یاد کیجئے - دیکھئے ایک طرف " ما اسئلکم علیہ من اجر " کا اعلان ہو رہا ہے اور دوسری طرف چندہ وصول ہو رہا ہے پس یہ اعتراض تو جیسا خدا کے مسیح پر ہے ایسا ہی نبی اکرم پر - یہاں بھی جو کچھ وصول ہوا وہ سب دین اسلام کی اشاعت کے ذرائع میں صرف ہوتا رہا آپ بدظنی سے کام لیں یہ آپ کا حق نہیں - کیونکہ دینے والے ہم احمدی اور لینے والے ہمارے امام - نہ ہمیں اس کا شکوہ نہ کسی سے شکایت - پس آپ کا اس پر اعتراض کیونکر صحیح ہو سکتا ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ واقعی حضرت روح اللہ نے کبھی اپنی تبلیغ کا اجر کسی سے نہیں مانگا - نبیوں کی اولاد کا ورثہ سے محروم رہنا - وورث سلیمان اور یرثنی ویرث من آل یعقوب کے خلاف ہے -

پھر بہشتی مقبرہ پر اعتراض بھی انصاف سے بعید ہے - کیونکہ جو عشر وصیت کیا جاتا ہے اس کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے جس کا فرض اشاعت اسلام ہے حضرت کو اپنی زندگی میں بھی اس سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ کس کس نے وصیت کی ہے اور نہ اس مال کو آپ لیتے تھے میرے سامنے ایک شخص نے کہا کہ حضور یہ وصیت کا مال ہے تو آپ نے فرمایا کہ کمیٹی والوں کو دو - میں اسے نہیں لیتا - (اکمل)

اشعار متضمن تاریخ وفات حضرت اقدس علیہ السلام

ذیل کی نظم جناب مولوی احمد دین صاحب منشی فاضل نے لکھی ہے جسکو چھپکر امید ہے کہ ناظرین محظوظ ہونگے

ہزار حسرت و اندوہ و غم بگرد ظہور
گذشت مرسل رحمان زچشم ما مستور

معین دین مسیح زمان و عارف حق
غلام احمد مختار و از خدا مامور

مثیل عیسیٰ نصران و مہدی دوران
شہ ولایت عرفان و ہم بمیرزا مشہور

مطیع حکم خداوند آسمان و زمین
بوقت بیم و رجا او برضائے او مسرور

امام دین کہ نظیرش نمی توان دیدن
پس محمد عربی بدیدۂ پر نور

خلیفہ رشد خیر الورا و فخر رسل
مویدش بہ براہین و بانشان منصور

نبی و مہبط وحی خدائے ذی الجبروت
بہ قیل شاہد الی الحکم او مجبور

نصیر ملت اسلام و واقف قرآن
نذیر از سوئے یزدان پاک و رب غفور

بہادرے کہ نیاید کسے برابر او
مظفرے کہ از وجود دشمنش مقہور

گرفت علم لدنی ز ایزد بیچون
نیافت درس ز ابستان و ہم ز کتب و سطور

زہر رد نصاریٰ خطاب عیسیٰ یافت
نزول کرد بوقتیکہ بود دین رنجور

بکشت مذہب باطل بہ تیغ تیز دلیل
بگشت دور ضلالت بہ بیت او معمور

شکست دین مسیحی بحربہ برہان
بہ رد عیسیٰ نصران صلیب شد مکسور

نز آسمان بہ ہمین کار کردہ بود نزول
ہلاک کفر از و بود ز اقتدار مقدور

رحیل سوئے جنان کرد گشت چون فارغ
ز کار منصبی خود کہ بد ورا منظور

پیام حق برسانید بیست و ہشت سال
بحکم خالق کون و مکان کرد مرور

ہمین بس است دلیل صداقت قولش
ثبوت آیۃ و دیگر نشان نیست ضرور

بمیرد آنکہ بجز مفتری درین مدت
کہ در کتاب مجید است انچنین مسطور

فلک بچشم جہان مین خود نخواہد دید
چنان امام زمان گنج فیض را گنجور

بود شقی نہ سعید آنکہ دشمنش باشد
بود مخالفش آنکس کہ باشد او مغرور

جماعتی کہ بود چار صد ہزار گذاشت
کہ بر وفات وے اند از غم و الم محزور

ہمہ مزین و آراستہ بحلیۂ علم
زفیض وحدت باری بدل ہمہ معمور

چہ حاجت است شماریم ما سنین و شہور
کہ ہست سال وفاتش "بگلبۂ زد مغفور" ۱۳۲۶ھ

خاکسار احمد دین شادیوال گجرات

نوٹ - میں نے عربی کتاب کی ایک معتبر لغت یعنی صراح میں دیکھا ہے کہ نصران اس گاؤں کا نام ہے جہاں حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے اگرچہ انجیل میں ناصرت لکھا ہے لیکن اسلام عرب اس کو نصران ہی بولتے ہیں - اس لئے ضرورت شعری کیلئے جائز ہے کہ بجائے ناصرت کے نصران لکھا جاوے -

کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول آسکتا ہے؟

قرآن شریف سے اس کا جواب نفی میں نہیں مل سکتا۔ کفار قدیم کا ایک قول البتہ قرآن شریف میں درج ہے اونھوں نے کہا تھا۔ کہ حضرت یوسف کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو گمراہ ۔ مسرف اور مرتاب تبلایا ہے۔ قرآن شریف میں اگلی امتوں کے قصے بیفائدہ بیان نہیں ہوئے ۔ وہ سب پیش گوئیوں کے رنگ میں ہیں اللہ تعالے جانتا تھا۔ کہ اس امت میں بھی اس عقیدہ قوم فرعون کے لوگ پیدا ہوں گے اس واسطے پہلے سے ان کے متعلق یہ قصہ بھی بیان ہوا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی کے متعلق ہے جو ہمارے دوست منشی محمد ظہیر الدین صاحب نے ایک ممبر فرقہ اہل قرآن کی خاطر لکھا ہے۔

چکڑالوی کا سوال اور احمدی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے رسالہ رد چکڑالوی کے شائع ہونے کے بعد چکڑالوی فرقہ میں عجیب قسم کی کھلبلی مچ گئی ہے۔ اگر ایک چکڑالوی نماز کے پڑھنے کے لئے پانچوقت قرآن مجید سے ثابت کرتا ہے تو دوسرا صرف تین وقت ۔ اگر اس فرقہ کا ایک شخص ہر رکعت میں دو سجدے کرنے جائز سمجھتا ہے۔ تو دوسرا فوراً اس کی تردید کرکے فی رکعت ایک سجدہ کو ہی موجب ثواب سمجھتا ہے اگر ایک اہل قرآن یہ لکھواتا ہے کہ صبح کی نماز دو رکعت ہو اور شام کی تین اور باقی ظہر اور عصر اور عشاء کی چار چار رکعت تو دوسرا جھٹ بول اٹھتا ہے کہ نہیں نماز تو صرف دو رکعت ہے تین یا چار رکعت والی بات محض جھوٹ اور خانہ ساز ہے لیکن انہیں میں کا ایک تیسرا بھی ہے جو سب پر پانی پھیر کر بآواز بلند بول اٹھتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں ۔ قرآن مجید میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ نماز صرف چار رکعت ہے۔ یہ سچ ہے لا یمسہ الا المطہرون ۔ غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا ۔ کہ یہ فرقہ (چکڑالویہ) دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے" ریویو صفحہ ۵ سطر ۵ ایسی صفائی سے پورا ہوا ہے۔ کہ کسی عقلمند کو انکار کی گنجائش ہی نہیں ۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ شہر گوجرانوالہ کے چکڑالوی سب کے سب جو تعداد میں سات یا آٹھ سے زیادہ نہیں مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے خیالات سے متنفر اور بیزار ہو کر تائب ہو گئے ہیں بلکہ ان میں سے چار آدمیوں نے جن کو اس گروہ کے ریفارمر کہنا چاہیئے جمعہ کے دن جامع مسجد میں جاکر عام لوگوں کے سامنے علانیہ باآواز بلند توبہ کی ۔ اب ایک شخص نے جو عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ہم خیال ہے ۔ مجھ پر ایک سوال کیا ہے جسکو فائدہ عام کیلئے بمعہ جواب مختصر طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے

سوال یہ ہے کہ فرعونی حضرت یوسف سلامؑ علیہ کی نسبت لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ اس واسطے کہتے تھے کہ وہ یوسف سلامؑ علیہ کو اپنے خیال میں خاتم النبین سمجھتے تھے ۔ حالانکہ خدا نے یوسف سلامؑ علیہ کی کتاب میں یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ اپنی طرف سے ایسا کہتے تھے کہ کوئی رسول نہیں ہوگا لیکن ہم جو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ سلامؑ علیہ کے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا تو صرف اس واسطے کہ قرآن شریف میں خاتم النبیینؐ لکھا ہے۔

جواب

ولقد جاءکم یوسف الخ الایۃ من ھو مسرف مرتاب ۲۴ ترجمہ ۔ اور تحقیق اس سے پہلے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کھلی کھلی باتیں (دلائل و نشانات) لیکر تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن جو باتیں وہ (ہماری طرف سے) تمہارے پاس لیکر آیا تھا تم لوگ ان باتوں کی نسبت شک میں ہی رہے تھے یہانتک کہ جب وہ فوت ہوگیا (اور اس کی تعلیم بہ سبب تحریف تبدیل کے ضائع ہوگئی) پھر تم لوگ کہنے لگ گئے ۔ کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اس کے بعد ہرگز ہرگز کوئی رسول بھی مبعوث نہیں کریگا۔ اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ مسرف اور مرتاب ہوتے ہیں وہ اسی طرح کی باتیں ہی کہا کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو حد سے تجاوز کرنیوالے اور بغیر کسی صحیح سند اور علم کے جھگڑے کرنیوالے ہوتے ہیں ۔ اسی طرح سے ہی گمراہ کیا کرتا ہے ۔ میرے خیال میں وہ لوگ حضرت یوسفؑ کی نسبت خاتم النبیین کا لفظ نہیں بولتے تھے بلکہ وہ آئندہ کسی اور رسول کے آنے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ اور ایسی باتیں وہ اس واسطے کہتے تھے ۔ کہ وہ حد درجے کے بے دین اور دنیا پرست ہوگئے تھے اور خدا کے نزدیک مسرف اور مرتاب ٹھہر چکے تھے اور ... حاصل کر چکے تھے اور طویل مدت گذر جانے ... فقست قلوبھم ۲۷/۱۸ کے وہ مصداق ہوگئے تھے۔ اور جس غرض کیلئے رسول آیا کرتے ہیں ۔ اس غرض کو بہ سبب غفلت کے وہ بھول چکے تھے ۔ اول تو قرآن کریم سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کتاب کا کوئی پتہ نہیں چلتا ۔ دوسرے یہ تعلیم حضرت یوسف علیہ السلام کی نہ تھی کہ مجھے خاتم النبین کہو یا میری نسبت یہ کہا کرو کہ لن یبعث اللہ من بعدی رسولا ۲۴ ہاں قرآن شریف سے اتنا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حضرت یوسفؑ کی نسبت ان لوگوں نے خاتم النبین ۲۴ کا لفظ تو ہرگز نہیں بولا ہاں یہ کہا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا افترا تھا ہمارے نبی کریم رسول عربی محمد مصطفےٰ رحمۃ للعالمین کی نسبت اللہ کریم نے خاتم النبین ۲۲ کا لفظ استعمال کیا ہے اور آپ کو یہ ایسا عظیم الشان درجہ بخشا گیا ہے جو کسی اور نبی کو نہیں بخشا گیا اس لئے ہمارا یہ دعوےٰ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھتا اور آئندہ کسی نئے یا پرانے مستقل نبی کی آمد کا منتظر ہے وہ قرآن کریم کا منکر ہے کیونکہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن کریم ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے ۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو لیکن وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی ۔ اسی لئے تمام قرآن مجید میں اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں کہ آئندہ خدا تعالیٰ کی کلام کرنے والی صفت (نعوذ باللہ) معطل اور بیکار ہو جائیگی ۔ اور یہ کہ آئندہ خدا تعالیٰ کسی صادق انسان کے ساتھ خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرے اور صاف باطن ہو کر خواہ وہ کتنا ہی اس کے حضور گڑگڑائے ۔ ہرگز ہرگز کلام نہ کریگا اور اپنی وحی ہرگز اس کی طرف نہ بھیجیگا ۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ لکھا ہے ۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ۲۴ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے امر سے روح یا وحی القا کرتا ہے ۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور پھر لکھا ہے ۔ ان الذین قالوا ربنا الخ الایۃ فی الآخرۃ ۲۴ یعنے ان لوگوں پر جو اللہ تعالےٰ کے کلام پر چلتے میں استقامت دکھلاتے ہیں ۔ فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ ایسے لوگوں کے اسی دنیا میں ہی رفیق بن جاتے ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا مانگتے رہنے کی ہمیں ہدایت کی ہے ۔ کہ صراط الذین انعمت علیھم (سورہ فاتحہ)

کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول آسکتا ہے؟

قرآن شریف سے اس کا جواب نفی میں نہیں مل سکتا۔ کفار قدیم کا ایک قول البتہ قرآن شریف میں درج ہے اونھوں نے کہا تھا۔ کہ حضرت یوسف کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا۔ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کو گمراہ۔ مسرف اور مرتاب بتلایا ہے۔ قرآن شریف میں اگلی امتوں کے قصے بیفائدہ بیان نہیں ہوئے۔ وہ سب پیشگوئیوں کے رنگ میں ہیں اللہ تعالے جانتا تھا۔ کہ اس امت میں بھی اس عقیدہ قوم فرعون کے لوگ پیدا ہوں گے اس واسطے پہلے سے ان کے متعلق یہ قصہ بھی بیان ہوا ہے۔ ذیل کا مضمون اسی کے متعلق ہے جو ہمارے دوست منشی محمد ظہیر الدین صاحب نے ایک ممبر فرقۂ اہل قرآن کی خاطر لکھا ہے۔

چکڑالوی کا سوال اور احمدی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے رسالہ رد چکڑالوی کے شائع ہونے کے بعد چکڑالوی فرقہ میں عجیب قسم کی کھلبلی مچ گئی ہے۔ اگر ایک چکڑالوی نماز کے پڑھنے کے لئے پانچوقت قرآن مجید سے ثابت کرتا ہے تو دوسرا صرف تین وقت۔ اگر اس فرقہ کا ایک شخص ہر رکعت میں دو سجدے کرنے جائز سمجھتا ہے۔ تو دوسرا اور اُس کی تردید کرکے فی رکعت ایک سجدہ کو ہی موجب ثواب سمجھتا ہے اگر ایک اہل قرآن یہ لکھواتا ہے کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے اور شام کی تین اور باقی ظہر اور عصر اور عشار کی چار چار رکعت تو دوسرا جھٹ بول اٹھتا ہے کہ نہیں نماز تو صرف دو رکعت ہے تین یا چار رکعت والی بات محض جھوٹ اور خانہ ساز ہے لیکن انہیں میں کا ایک تیسرا بھی ہے جو سب پر پانی پھیر کر باآواز بلند بول اٹھتا ہے کہ یہ سب جھوٹے ہیں۔ قرآن مجید میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ نماز صرف چار رکعت ہے۔ سچ ہے لا یمسہ الا المطہرون۔ غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمانا۔ کہ "یہ فرقہ (چکڑالویہ) دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے" ریویو صفحہ سطرہ ایسی صفائی سے پورا ہوا ہے۔ کہ کسی عقلمند کو انکار کی گنجائش ہی نہیں۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ شہر گوجرانوالہ کے چکڑالوی سب کے سب جو تعداد میں سات یا آٹھ سے زیادہ نہیں مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے خیالات سے متنفر اور بیزار ہو کر تائب ہو گئے ہیں بلکہ ان میں سے چار آدمیوں نے جن کو اس گروہ کے ریفارمر کہنا چاہیئے جمعہ کے دن جامع مسجد میں جا کر عام لوگوں کے سامنے علانیہ باآواز بلند توبہ کی۔ اب ایک شخص نے جو عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ہم خیال ہے۔ مجھ پر ایک سوال کیا ہے جسکو فایدہ عام کیلئے بمعہ جواب مختصر طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ فرعونی حضرت یوسف سلام علیہ کی نسبت لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ پ اس واسطے کہتے تھے کہ وہ یوسف سلام علیہ کو اپنے خیال میں خاتم النبین سمجھتے تھے۔ حالانکہ خدا نے یوسف سلام علیہ کی کتاب میں یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ وہ اپنی طرف سے ایسا کہتے تھے کہ کوئی رسول نہیں ہوگا لیکن ہم جو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ سلام علیہ کے بعد کوئی رسول نہیں ہوگا تو صرف اس واسطے کہ قرآن شریف میں "خاتم النبیین" لکھا ہے۔

جواب

ولقد جاءکم یوسف الخ الایۃ من ھو مسرف مرتاب ۲۴ پ ترجمہ۔ اور تحقیق اس سے پہلے یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کھلی کھلی باتیں (دلائل ونشانات) لیکر تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن جو باتیں وہ (ہماری طرف سے) تمہارے پاس لیکر آیا تھا تم لوگ ان باتوں کی نسبت شک میں ہی رہے تھے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گیا (اور اس کی تعلیم بسبب تحریف تبدیل کے ضائع ہو گئی) پھر تم لوگ کہنے لگ گئے۔ کہ اللہ تعالی آیندہ اس کے بعد ہرگز ہرگز کوئی رسول بھی مبعوث نہیں کریگا۔ (اس کے جواب میں خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ مسرف اور مرتاب ہوتے ہیں وہ اسی طرح کی باتیں ہی کہا کرتے ہیں) اور اللہ تعالی ان لوگوں کو جو حد سے تجاوز کرنیوالے اور بغیر کسی صحیح سند اور علم کے جھگڑے کرنیوالے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے ہی گمراہ کیا کرتا ہے۔ میرے خیال میں وہ لوگ حضرت یوسف ع کی نسبت خاتم النبین کا لفظ نہیں بولتے تھے بلکہ وہ آیندہ کسی اور رسول کے آنے کے منکر تھے اور کہتے تھے کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ پ اور ایسی باتیں وہ اس واسطے کہتے تھے۔ کہ وہ حد درجہ کے بددین اور دنیا پرست ہو گئے تھے اور خدا کے نزدیک مسرف اور مرتاب ٹھہر چکے تھے اور گمراہی کا سارٹیفکیٹ حاصل کر چکے تھے اور طویل مدت گذر جانے کے باعث فقست قلوبھم ۲۷ پ کے وہ مصداق ہو گئے تھے۔ اور جس غرض کیلئے رسول آیا کرتے ہیں۔ اس غرض کو بہ سبب غفلت کے وہ بھول چکے تھے۔ اول تو قرآن کریم سے حضرت یوسف علیہ السلام کی کتاب کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ دوسرے یہ تعلیم حضرت یوسف علیہ السلام کی نہ تھی کہ مجھے خاتم النبین کہو یا میری نسبت یہ کہا کرو کہ لن یبعث اللہ من بعدی رسولا ۲۴ پ ہاں قرآن شریف سے اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت یوسف ع کی نسبت ان لوگوں نے خاتم النبین ۲۲ پ کا لفظ تو ہرگز نہیں بولا ہاں یہ کہا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۲۴ پ لیکن یہ بھی اللہ تعالی کا حکم نہ تھا بلکہ ان کا اپنا افترا تھا ہمارے نبی کریم رسول عربی محمد مصطفے رحمۃ للعالمین کی نسبت اللہ کریم نے خاتم النبین ۲۲ پ کا لفظ استعمال کیا ہے اور آپ کو یہ ایسا عظیم الشان درجہ بخشا گیا ہے جو کسی اور نبی کو نہیں بخشا گیا اس لئے ہمارا یہ دعوے ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہیں سمجھتا اور آیندہ کسی نئے یا پرانے مستقل نبی کی آمد کا منتظر ہے وہ قرآن کریم کا منکر ہے کیونکہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن کریم ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہو لیکن وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ اسی لئے تمام قرآن مجید میں اس بات کا اشارہ تک بھی نہیں کہ آیندہ خدا تعالی کی کلام کرنے والی صفت (نعوذ باللہ) معطل اور بیکار ہو جائیگی۔ اور یہ کہ آیندہ خدا تعالی کسی صادق انسان کے ساتھ خواہ وہ کتنی ہی عبادت کرے اور صاف باطن ہو کر خواہ وہ کتنا ہی اس کے حضور گڑگڑائے ہرگز ہرگز کلام نہ کریگا اور اپنی وحی ہرگز اس کی طرف نہ بھیجیگا۔ بلکہ قرآن کریم میں تو یہ لکھا ہے۔ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ۲۴ پ یعنی اللہ تعالی اپنے امر سے روح یا وحی القا کرتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اور پھر لکھا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا الخ الایۃ فی الآخرۃ ۲۴ پ یعنے ان لوگوں پر جو اللہ تعالے کے کلام پر چلنے میں استقامت دکھلاتے ہیں۔ فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ ایسے لوگوں کے اسی دنیا میں ہی رفیق بن جاتے ہیں اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اللہ تعالی نے جو نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا مانگتے رہنے کی ہمیں ہدایت کی ہے۔ کہ صراط الذین انعمت علیھم (سورہ فاتحہ)

ت علیہم کی تفصیل بھی خود ہی اللہ کریم نے کئی جگہ قرآن کریم میں فرما دی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنے انعمت علیہم وہ لوگ ہیں جو نبی صدیق شہید اور صالح ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی نسبت انعام الٰہی ان پر یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف ان کو بخشتا ہے۔ اسی دنیا میں فرشتے ان کے رفیق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول کرتا ہے اور خدا کی طرف سے اسی دنیا میں ان کو مدد اور نصرت دیجاتی ہے اور ان کے دشمنوں کو آہستہ آہستہ تباہ برباد اور ناکام ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچے طور پر اتباع کرنے سے ہر ایک انسان اپنی استعداد وسعت اور مقدرت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے منعم علیہ لوگوں کے فیوض اور برکات سے حصہ لے سکتا ہے اسی واسطے قرآن شریف میں خدا تعالے نے آدم کی اولاد کو وعدہ دیا ہے۔ کہ ہمیشہ تم میں سے بوقت ضرورت رسول ہوتے رہیں گے۔ جیسے فرمایا۔ یابنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ۝ اور پھر قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے منکروں کے جس قدر قصہ جات درج ہیں۔ محض اس لئے ہیں تاکہ جب کبھی آئندہ ہمارے پاس آدیں تو ان قصوں سے ہم عبرت پکڑیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔ غرض میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین ۝ سمجھتا ہوں لیکن ان کی نسبت یہ فقرہ بولنا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝ اپنی ذلت اور ہلاکت کا موجب خیال کرتا ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ جس قول کو خدا تعالیٰ مسرفوں اور گمراہوں اور فرعونیوں کی طرف منسوب کرتا ہو مومنوں کو بھی وہی قول بولنے کی ہدائیت کرے بلکہ فرعونیوں کا واقعہ ہمارے لئے عبرت کی جگہ ہے نہ یہ کہ ہم ان کی اتباع کریں کیونکہ نہ ہی خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ تم حضرت یوسف ؑ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝ کہنا اور نہ ہی ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم ان مسرفوں اور مرتابوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ۝ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝ کہیں۔ خاتم النبیین ۝ اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝۔ دونوں قرآن کریم کی آیات ہیں اور میرے خیال میں ہر دو آیات آپس میں ہم معنی اور ہم مطلب نہیں ہیں بلکہ ان کے معنے ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ۝ کا یہ مطلب میرے خیال میں ہے کہ آئندہ کوئی رسول نہ ہوگا اور خاتم النبیین ۝ کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی فیض حاصل کر کے خدا تعالے کی طرف سے خبریں پانیوالے ہونگے اور یہ درجات وہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل کیا کریں گے۔ اور اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت ان کی تصدیق کیا کرے گی اور اسی منہاج نبوت کے رو سے وہ سچے سمجھے جایا کریں گے اور خدا فرماتا ہے۔ دشمن جو نعوذ باللہ اس افضل الرسل نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتر ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اولاد نہیں وہ محض جھوٹے ہیں کیونکہ یہ تو خاتم النبیین ۝ ہے۔

یاد رہے کہ خاتِم اور خاتَم میں بڑا بھاری فرق ہے خاتِم اور چیز ہے اور خاتَم اور چیز۔ خاتِم کی (ت کی زیر کیساتھ) کے معنے ہیں ختم کرنے والا۔ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریف میں لفظ خاتَم (ت کی زبر کے ساتھ ہے) جس کے معنے ہیں مُہر۔ مثلاً اَبدال کے معنے اگر بدل کرنا ہے تو ابدال کے معنے اولیاء اللہ کے ہیں۔ ابطال کے معنے باطل کرنیکے ہیں۔ تو ابطال کے معنے ہیں بہادر آدمی۔ ایسے ہی اِتباع کے معنے تابع ہونا اور اَتباع کے معنے تابعدار لوگ۔ اجزا کے معنے جزیہ دینا جزا دینا اور اجزا جمع ہے جز و یعنے کسی چیز کے ٹکڑے احکام کے معنے مضبوط کرنا اور احکام جمع ہے حکم کی اِحلاف کے معنے قسم دینا اور اَحلاف کے معنے ہم قسم و ہم عہد لوگ اِخلاق کے معنے پرانا ہونا اور پرانا کرنا اور اَخلاق جمع ہے خلق کی۔ اُذن کے معنے گوش یعنی کان اور اِذن کے معنے اجازت اور ایسا ہی اِقداح کے معنے ہیں کسی کی ہجو کرنا اور اَقداح جمع ہے قدح جمع کی یعنی پیالہ۔ غرض قرآن شریف میں جو لفظ بولا گیا ہے وہ خاتَم ہے نہ کہ خاتِم۔ اور خاتَم النبیین منکروں کے ابتر والے اعتراض کا جواب ہے جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ط وکان اللہ بکل شیء علیما ۝

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ از ارو پ

بقایا داران اپنے بقائے صاف کریں

اثر جدید

الانصاف کے عنوان سے ایک مضمون عصر جدید کے کسی جدت پسند نامہ نگار کے قلم سے نکلا ہے جسمیں انصاف کا خون کر دیا گیا ہے اگر انصاف اسی کا نام ہے تو حجاج بن یوسف کو لوگ یونہی متہم کر رہے ہیں آپ نے اپنے چند خیالات کہئے یا توہمات کو مکالمہ کی صورت میں پیش کیا ہے تاکہ نفس لوامہ کی جنگ کے دونوں پہلوؤں کو اس پردہ میں دکھا سکیں۔

آپ ایک طرف لکھتے ہیں مرزا صاحب کی وفات کا اصلی مذہبی دنیا پر کوئی اثر نہیں۔ اِلّا اشد مخالفین یا مریدین میں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ خود ہی فرمائیں کہ آپ کس گروہ میں سے ہیں کیونکہ متاثر ہوئے بغیر تو آپ بھی نہیں رہ سکے بلکہ یہ کیسا سفید سیاہ جھوٹ اور افترا ہے کہ قادیانی فرقے کا انحطاط اس وقت سے شروع ہو چکا۔ جب سے عصر جدید میں قادیانی تحریک کا مضمون شائع ہوا یا ڈاکٹر عبد الحکیم کے رسالے شائع ہونے لگے۔ کیا یہ بات صرف کہنے کی ہے یا واقعات سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ عصر کے مضمون یا عبد الحکیم کے کسی رسالے کو پڑھکر کوئی معتبر و مستند احمدی مرتد ہو گیا ہو۔ یا فرقے میں جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی۔ اس میں کسی قسم کا فرق پڑ گیا ہو۔ بلکہ میں خدا کے فضل سے اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں کہ پہلے دو چار سالوں میں جس قدر جوق در جوق لوگ اس فرقے میں داخل ہوئے ہیں اِس سے پہلے ہرگز نہیں ہوئے پھر عبد الحکیم کو بزعم خود اپنی پیش گوئی کے صحیح نکلنے پر جیسی کامیابی ہونی چاہیئے تھی۔ کیا وہ ہو گئی۔ کیا دو چار معتبر احمدیوں نے بھی اس سلسلہ سے قطع تعلق کر کے اس کی بیعت کی۔ سچ فرمایا تھا خدا کے نبی نے۔ کہ مقبولوں میں قبولیت کے نشان اور نمونے ہوتے ہیں پھر اِس سے بڑھ کر ایک اور افترا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگار نے بہتان باندھنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے آپ بلا تحقیق بغیر کسی وجہ وجیہ کے بلا ثبوت بلا دلیل یہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعض دعاوی کو مولوی نور الدین صاحب نہیں مانتے کیا تم لوگ کسی ایسے شخص کی مثال دے سکتے ہو جو کسی سے اختلاف بھی رکھتا ہو۔ اور پھر اس کے لئے اور محض اس کیلئے اپنے تمام اعزاز و ذرائع آمد کو چھوڑ کر ایک چھوٹے سے گاؤں میں درویشانہ زندگی بسر کرے اور وہ جو امیرانہ ٹھاٹھ کر چکا ہو۔ یہ فقیرانہ طرز معاشرت رکھے کیا ایسی قربانی

اور انعمت علیہم کی تفصیل بھی خود ہی اللہ کریم نے کئی جگہ قرآن کریم میں فرما دی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین یعنے انعمت علیہم وہ لوگ ہیں جو نبی صدیق شہید اور صالح ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کی نسبت انعام الٰہی ان پر یہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف ان کو بخشتا ہے۔ اسی دنیا میں فرشتے ان کے رفیق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دعاؤں کو خاص طور پر قبول کرتا ہے اور خدا کی طرف سے اسی دنیا میں ان کو مدد اور نصرت دیجاتی ہے اور ان کے دشمنوں کو آہستہ آہستہ تباہ برباد اور ناکام ہلاک کیا جاتا ہے۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچے طور پر اتباع کرنے سے ہر ایک انسان اپنی استعداد وسعت اور مقدرت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے منعم علیہ لوگوں کے فیوض اور برکات سے حصہ لے سکتا ہے اسی واسطے قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے آدم کی اولاد کو وعدہ دیا ہے۔ کہ ہمیشہ تم میں سے بوقت ضرورت رسول ہوتے رہیں گے۔ جیسے فرمایا۔ یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم ۔ اور پھر قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے منکروں کے جس قدر قصہ جات درج ہیں۔ محض اس لئے ہیں تاکہ جب کبھی آئندہ ہمارے پاس آدیں تو ان قصوں سے ہم عبرت پکڑیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب۔ غرض میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین ؐ سمجھتا ہوں لیکن ان کی نسبت یہ فقرہ بولنا کہ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ اپنی ذلت اور ہلاکت کا موجب خیال کرتا ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جس قول کو خدا تعالیٰ مسرفوں اور گمراہوں اور فرعونیوں کی طرف منسوب کرتا ہو مومنوں کو بھی وہی قول بولنے کی ہدایت کرے بلکہ فرعونیوں کا واقعہ ہمارے لئے عبرت کی جگہ ہے نہ یہ کہ ہم ان کی اتباع کریں کیونکہ نہ ہی خدا نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ تم حضرت یوسف ؑ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کہنا اور نہ ہی ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم ان مسرفوں اور مرتابوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ؐ کے بعد لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کہیں۔ خاتم النبیین ؐ اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ۔ دونوں قرآن کریم کی آیات ہیں اور میرے خیال میں ہر دو آیات آپس میں ہم معنی اور ہم مطلب نہیں ہیں بلکہ ان کے معنے ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ ہیں لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا ؐ کا یہ مطلب میرے خیال میں ہے کہ آئندہ کوئی رسول نہ ہوگا اور خاتم النبیین ؐ کا یہ مطلب ہے کہ آئندہ ایسے لوگ ہوتے رہیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی فیض حاصل کر کے خدا تعالےٰ کی طرف سے خبریں پانیوالے ہونگے اور یہ درجات وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل کیا کریں گے۔ اور اس نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت ان کی تصدیق کیا کرے گی اور اسی منہاج نبوت کی رو سے وہ سچے سمجھے جایا کریں گے اور خدا فرماتا ہے۔ دشمن جو نعوذ باللہ اس افضل الرسل نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم پر ابتر ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اولاد نہیں وہ محض جھوٹے ہیں کیونکہ یہ تو خاتم النبیین ؐ ہے۔

یاد رہے کہ خاتِم اور خاتَم میں بڑا بھاری فرق ہے خاتِم اور چیز ہے اور خاتَم اور چیز۔ خاتِم کی (ت کی زیر کیساتھ) کے معنے ہیں ختم کرنے والا۔ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریف میں لفظ خاتَم (ت کی زبر کے ساتھ ہے) جس کے معنے ہیں مہر۔ مثلاً ابدال کے معنے اگر بدل کرنا ہے تو اَبدال کے معنے اولیاء اللہ کے ہیں۔ ابطال کے معنے باطل کرنیکے ہیں۔ تو اَبطال کے معنے ہیں بہادر آدمی۔ ایسے ہی اِتباع کے معنے تابع ہونا اور اَتباع کے معنے تابعدار لوگ۔ اِجزا کے معنے جزیہ دینا جزا دینا اور اَجزا جمع ہے جزو یعنے کسی چیز کے ٹکڑے اِحکام کے معنے مضبوط کرنا اور اَحکام جمع ہے حکم کی اِحلاف کے معنے قسم دینا اور اَحلاف کے معنے ہم قسم و ہم عہد لوگ اِخلاق کے معنے پرانا ہونا اور پرانا کرنا اور اَخلاق جمع ہے خلق کی۔ اُذن کے معنے گوش یعنی کان اور اِذن کے معنے اجازت اور ایسا ہی اِقداح کے معنے ہیں کسی کی ہجو کرنا اور اَقداح جمع ہے قدح جمع کی یعنی پیالہ۔ غرض قرآن شریف میں جو لفظ بولا گیا ہے وہ خاتَم ہے نہ کہ خاتِم۔ اور خاتم النبیین منکروں کے ابتر والے اعتراض کا جواب ہے جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ط وکان اللہ بکل شیء علیما ؐ

خاکسار محمد ظہیر الدین عفی اللہ عنہ از اروپ

بقایا داران اپنے بقائے صاف کریں

اثر جدید

الانصاف کے عنوان سے ایک مضمون عصر جدید کے کسی جدت پسند نامہ نگار کے قلم سے نکلا ہے جس میں انصاف کا خون کر دیا گیا ہے اگر انصاف اسی کا نام ہے تو حجاج بن یوسف کو لوگ یونہی متہم کرتے ہیں آپ نے اپنے چند خیالات کہیے یا توہمات کو مکالمہ کی صورت میں پیش کیا ہے تاکہ نفس لوامہ کی ہونگ کے دونوں پہلوؤں کو اس پردہ میں دکھا سکیں۔

آپ ایک طرف لکھتے ہیں مرزا صاحب کی وفات کا اصلی مذہبی دنیا پر کوئی اثر نہیں۔ اِلّا اشد مخالفین یا مریدین میں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ خود ہی فرمائیں کہ آپ کس گروہ میں سے ہیں کیونکہ متاثر ہوئے بغیر تو آپ بھی نہیں رہ سکے کیا یہ سفید جھوٹ اور افترا ہے کہ قادیانی فرقہ کا انحطاط اس وقت سے شروع ہو چکا۔ جب سے عصر جدید میں قادیانی تحریک کا مضمون شائع ہوا یا ڈاکٹر عبد الحکیم کے رسالے شائع ہونے لگے۔ کیا یہ بات صرف کہنے کی ہے یا واقعات سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ عصر کے مضمون یا عبد الحکیم کے کسی رسالے کو پڑھکر کوئی معتبر و مستند احمدی مرتد ہو گیا ہو۔ یا فرقے میں جو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی ہو رہی تھی۔ اس میں کسی قسم کا فرق پڑ گیا ہو۔ بلکہ میں خدا کے فضل سے اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں کہ پہلے دو چار سالوں میں جس قدر جوق در جوق لوگ اس فرقہ میں داخل ہوئے تھے اس سے پہلے ہرگز نہیں ہوئے پھر عبد الحکیم کو بزعم خود اپنی پیش گوئی کے صحیح نکلنے پر جیسی کامیابی ہونی چاہیئے تھی۔ کیا وہ ہو گئی۔ کیا دو چار معتبر احمدیوں نے بھی اس سلسلہ سے قطع تعلق کر کے اس کی بیعت کی۔ سچ فرمایا تھا خدا کے نبی نے کہ مقبولوں میں قبولیت کے نشان اور نمونے ہوتے ہیں پھر اس سے بڑھ کر ایک اور افترا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نامہ نگار نے بہتان باندھنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے آپ بلا تحقیق بغیر کسی وجہ وجیہ کے بلا ثبوت بلا دلیل یہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعض دعاوی کو مولوی نور الدین صاحب نہیں مانتے کیا تم لوگ کسی ایسے شخص کی مثال دے سکتے ہو جو کسی سے اختلاف بھی رکھتا ہو۔ اور پھر اس کے واسطے محض اس کیلئے اپنے تمام اعزاز و ذرائع آمد کو چھوڑ کر ایک چھوٹے سے گاؤں میں درویشانہ زندگی بسر کرے اور وہ جو امیرانہ ٹھاٹھ کر چکا ہو۔ یہ فقیرانہ طرز معاشرت رکھے کیا ایسی قربانی

بہ اعتبار اس بات کے بغیر ہو سکتا ہے کہ خلیفہ اپنے امام میں اپنے تئین فنا کر دے۔ تقوی خشیۃ اور نماز گذاری کی روح پیدا کرنے کو آپ گرو گوبند سنگھ اور گوگا پیر کے مریدوں کی تعداد بڑھنے سے حل کرتے ہیں اس پر اگر اس عینک کی تعریف کی جائے جو آپ کو سیاہ و سفید یکسان دکھا رہی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ تعلیم یافتہ لوگ اس کے پیرو ہیں اور یہ کہ بجائے ناچ اور گانے وغیرہ کے تقوی کی تعلیم دیتے تھے مگر اس کی وجہ صرف لوگوں کو پھانسنا بتلاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس شخص کے پاس عیسائیوں اور آریوں کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نماز روزہ اخلاق حسنہ کی ہدایت محض ڈھکوسلے مارنے اور ایک جماعت بنانے کے لئے تھی اس بدظنی کا تو کوئی ٹھکانا نہیں معلوم ہوتا ہے شیعیت کی رگ اس مضمون کے لکھتے وقت خاص جوش میں ہے کسی سنی نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے جناب رسالتمآب کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور پھر ایسے وقت میں جبکہ دشمنوں کا ہر طرف سے نرغہ تھا اور خدا کا نبی اپنی جان بچانے کیلئے بھاگا جا رہا تھا اس نے ساتھ دیا اور سانپ نے اپنا ہاتھ ڈسوا لیا مگر اُف تک نہ کی

اس پر وہ شیعہ جس کے جسم کے پتلے میں بدظنی لگا رکھا ہے کا خمیر تھا۔ بولا۔ کہ کندھوں پہ اٹھا لینا صرف اس لئے تھا۔ کہ پیچھے سے آنیوالے کافر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر گرفتار کر لیں اور ساتھ اس لئے گئے۔ کہ ابوبکرؓ کی شر سے محفوظ رہیں اور وہ میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے اور سانپ نے اس لئے ڈسا کہ وہ نبی کریم کو پکڑوانا چاہتا تھا بس اسی طرح معزز مضمون نگار کا حال ہے اگر یہ بات پیش ہوتی ہے کہ اگر وہ مفتری و کذاب تھا۔ تو کیا اس تزکیہ نفوس اور پاک تعلیم کا سرچشمہ کوئی مفتری ہو سکتا ہے جو اس کا جواب ملتا ہے یہ لوگوں کو پھانسنے کے لئے تھا۔ اگر تعلیم یافتہ اور معزز علما کا اس فرقہ میں داخل ہونا پیش کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں وہ سب جہلا ہیں کیا آپ کے نزدیک جاہل و عالم میں کوئی امتیاز نہیں ہے ہاں ... بھی کہ وہ احمدی فرقہ میں داخل ہو گیا۔ "ایک شخص کھڑا ہوا اور چند حضرات کو ملا کر کارخانہ بنایا" اس کلام سے ہمارے کان ناآشنا نہیں کیونکہ اس بدقسمت فرقے کے لوگ ہمارے نبی اکریم پر بھی یہ اعتراض کر چکے ہیں۔ پس جو جواب ان کیلئے دیا جا سکتا ہو وہی یہاں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ دوکان چلانے کے لئے تھا تو مسیح موعود اپنے لڑکے کو کیوں جانشین نہ بنا گیا۔

ایک طرف تو تم یہ کہتے ہو کہ اصل شخص جو اس تحریک کا مرکز تھا وہ زندہ ہے اور اس کا نام نور الدین ہے دوسری طرف کہتے ہو کہ فرقے کا زور کم ہو جائیگا اور کہ اب خلیفہ امام کے منشا کے خلاف اس میں اصلاح کریگا اور قادیانی تحریک کا خاتمہ ہو جائیگا۔ عجیب بات ہے جب اصل مرکز کو کام کرنے کا موقعہ ملے تو فرقہ بجائے ترقی کے تنزل کرے۔ یہ فیصلہ کس عقل سے دیا گیا ہے۔

حضرت مسیح کی وفات کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اور آپ ابھی تک یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ آہستہ آہستہ صحیح دماغ لوگ نکل جائینگے۔ کیا اس سلسلہ پر اس کے بانی کی وفات سے بڑھکر بھی کوئی زلزلہ آ سکتا ہے۔ جب اس پر یہ جماعت ثابت قدم رہی تو اب آگے کونسا موقعہ رہ گیا۔ صحیح دماغ ہونے کا کوئی مقیاس بھی آپکے پاس ہے یا ملا وہ پیمانہ کے بہشتی لباس کی طرح یہ فرماتے ہو کہ جو حلال زادہ ہوگا اُسے نظر آجائیگا۔ آسمانی نکاح۔ عبد الحکیم۔ ثناء اللہ کے متعلق جماعت کی طرف سے مفصل جواب نکل چکے ہیں۔

خلیفۃ المہدی بیعت لیتے وقت جب یہ اقرار کراتے ہیں کہ میں ان شرائط پر بیعت کرتا ہوں جن پر مسیح و مہدی بیعت لیتے تھے تو باقی کونسی بات رہگئی جو آپ لکھتے ہیں کہ کتاب اللہ اور حدیث کے ساتھ الہامات حضرت اقدس و تصانیف مہدی پر ایمان لانے کی شرط کیوں نہیں لگائی۔

مجھے اس نرالی منطق پر تعجب آتا ہے کہ ایک طرف آپ سیدنا مرزا صاحب کو ایسا چالاک شخص بتلاتے ہو کہ اس نے بڑے بڑے علماء کو گانٹھ لیا۔ دوسری طرف کہتے ہو۔ کہ وہ ایک سیدا آدمی تھا جسے اس کے ساتھیوں نے دھوکہ دیا اور پھر یہ بھی مانتے ہو کہ اپنے نفع و ضرر سے غافل نہ تھا اس کے بعد آپ عربی تصانیف کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ سب ان کی نہیں مجھے اس پر شبہ ہے یہ اعتراض بھی کوئی نیا اعتراض نہیں۔ کہنے والے تیرہ سو برس پہلے انما یعلمہ بشر کہہ چکے ہیں یہاں بھی ہم وہی دلیل دیتے ہیں جو اس اُمی نبی کیلئے دیگئی ہے کہ خدا تعالے نے مولوی نور الدین صاحب کے طرز تحریر میں ایسا بین فرق رکھا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مسیح کے کلام میں ہرگز ہرگز نور الدین کا دخل نہیں ع بلکہ میں تو یہاں تک اعتقاد رکھتا ہوں کہ حضرت اقدس ع کے کلام کے بعض حصص کو آپ بغیر مدد لغات سمجھ بھی نہیں سکتے میرے پاس اس کا ثبوت ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت اقدس ع کی ایک نظم کا ترجمہ کر رہا تھا اس میں بعض الفاظ کی نسبت مجھے تامل تھا میں نے انہیں مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں پیش کیا میرے خلاف توقع مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ میں غور کر کے بتاؤں گا۔ کتاب مع نوٹ کردہ لفظوں اور مصرعوں کے یہاں رکھ جاؤ۔ دو دن کے بعد آپ نے مجھے ۲۵ ... لفظوں میں سے ۱۵ الفاظ کے معنے لکھ کر بھیجے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اگر آپ جانتے تو مجھ سے ان کا اخفا کرتے اور ایک عالم یوں بھی گوارا نہیں کرتا کہ اپنے علم کی نسبت کسی کو شک کا موقعہ دے اس وقت سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت امام موعود جو کچھ لکھتے ہیں وہ محض خدا کی تائید سے لکھتے ہیں پھر ایک اور صورت بھی ہے وہ یہ کہ اب تم منتظر رہو اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس قسم کی فصیح و بلیغ کتاب کوئی شائع نہ ہو گی اگر یہ سب اس امام کی طرف سے نہ تھا بلکہ یہاں کے موجودہ لوگوں کی کارروائی تھی تو یہ موقعہ اب بھی انہیں حاصل ہے۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کوئی شاعر ہو اور کسی موقعہ پر اس کی شاعری چھپی رہے۔ کوئی ادیب ہو اور اس کا علم ادب مخفی رہے مولوی نور الدین صاحب یا دوسرا کوئی مولوی جو امام موعود کو کتابیں لکھ دیتا تھا اگر واقعی یہ طاقت رکھتے ہیں تو بیعت سے پہلے یا بعد ان کی کسی کتاب سے یہ نمونہ دکھانا چاہیئے۔

اب میں اس مضمون پر تنقید کرتے کرتے اس مقام تک پہونچ چکا ہوں۔ جہاں فاضل مضمون نویس اپنی تحقیق کے اعلی معراج کو پہونچ گئے ہیں اور آپ نے اپنی تحقیق۔ تفتیش۔ غور کا اعلی نمونہ پیش کر کے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ کس قدر واقفیت اور گہرے مطالعہ و غور و فکر کے بعد یہ مضمون لکھا گیا ہے۔ جو ہمارا فاضل صحیح قیاس کی بناء پر چند پیشگوئیاں کرنے پر بھی قادر ہو گیا۔ سنو! اور ذرا جگر تھام کر سنو! کیونکہ یہ فقرہ ثابت کر دیگا کہ کس قدر عرق ریزی اور کتنی راتوں کو دن کرنے کے بعد آپ نے یہ مضمون لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اس فخریہ اور خوشی کی نظم کو دیکھتا ہوں۔ جو ایک مخالف آریہ کے مرنے پر اور اس کے جوان بیٹے کے فنا ہو جانے پر دو ڈیڑھ سال قبل مرزا صاحب کی طرف سے شائع ہوئی تھی۔ جسکی عبارت ایسی کچھ تھی۔

اُنہیں مرنا ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی اعادی *

آپ اس بات کے ثبوت میں کہ مرزا صاحب کے مریدوں میں روحانیت نہیں دو تین واقع پیش کرتے ہیں ایک یہ کہ پٹیالہ میں عصر جدید کے ایڈیٹر کی صغیر سن بچی تھی۔ مرزائی اس کی خبر

لیتے۔ کہ اس کی پیشین گوئی کروائی جائے۔ بندۂ خدا کبھی حسن ظن سے بھی کام لے لیا کرو۔ اس طرح تو ہر ایک ہمدردی کے فعل کو برے ارادے میں لیا جا سکتا ہے۔ دوسرا واقعہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا استقبال راولپنڈی میں تین سال کے قریب ہوا۔ حضرت اقدس راولپنڈی کب گئے ہیں؟ ہمیں تو معلوم نہیں اور ہمارے حافظے اور ہیوری تو اس قسم کے ناواقع شدہ واقعات کو یاد کرنے سے قاصر ہے۔ کیا آپ کسی خواب کا تذکرہ تو نہیں کر رہے۔ حضرت مرزا صاحب کے استقبال کا تذکرہ اگر ہوا۔ تو خدا کی اس پیشگوئی کے اظہار کے لئے جو براہین میں پچیس برس پہلے ہو چکی تھی۔ کہ "یاتون من کل فج عمیق" اور "لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس"۔ آپ تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے کے ذکر کو بھی روحانیت کے خلاف سمجھتے ہوں گے۔ روحانیت شاید اسی کا نام ہے۔ کہ آدمی اکیلا مر جائے۔ حالانکہ حدیث میں ہے کہ مومن اکیلا نہیں رہ سکتا اور خدا کے مقبول ولیوں میں ایک جذب رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ یہ الزام کہ شوکت میرٹھی سے کہا گیا تھا معاذ اللہ کہ وہ خلاف تحریریں نہ لکھے یہ ایک بہتان ہے جس کا جواب ہمارے پاس لعنت اللہ علی الکاذبین ہے۔ شوکت صاحب زندہ ہیں ان سے تصدیق کرائیے۔ پھر وہ خط بھی دکھا سکیں گے۔ کہ یہ استدعا کس کی طرف سے ہوئی تھی۔

جناب من! یہ ایک مشہور بات ہے کہ مصر کے کسی لسان نے آپکو خط لکھا کہ مجھے اتنا ماہوار ملے تو میں آپکے مذہب کی اشاعت کروں آپ نے جواب لکھا تھا کہ ہمیں ایسے کرایہ کے ٹٹوؤں کی ضرورت نہیں۔ ہمارا کام ملائکہ کر رہے ہیں۔

قادیانی تحریک ختم ہو چکی۔ یہ غلط ہے یوں کہئے کہ قادیانی تحریک کا اب آغاز ہوا۔ کیونکہ پچیس ۲۵ برس تک صرف سٹیم پر ہو تار ہا اور اب وہ سٹیم حرکت میں آگئی اور اپنا کام کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (الکل)

مخالفین کے اعتراضات اور اون کے جوابات

ذیل کا مضمون جو صوفی غلام رسول صاحب نے بہت توجہ اور محنت سے لکھا ہے کسیقدر ترمیم کے بعد فائدہ عام کیواسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

سوال نمبر ا۔ مرزا صاحب عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے اگر آپ سچے تھے تو دشمن کی ایسی زد کے نیچے کیوں آئے جس سے شماتت اعدا ہوئی۔ پھر طرفہ یہ کہ مرزا صاحب فوت ہو گئے لیکن عبدالحکیم جس کی نسبت آپ نے مباہلہ کے طور پر موت کی پیشگوئی شائع کی تھی وہ زندہ موجود۔

جواب۔ یہ محض غلط ہے کہ آپ عبدالحکیم کی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے بلکہ آنجناب کی وفات تو خود اپنی پیشگوئی کے مطابق ہوئی اور یہ عبدالحکیم کی شرارت ہے کہ اوس نے باوجودیکہ اُسے خبر تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی وفات کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں کئی الہامات شائع کر دئے اور پھر اسی پیشگوئی کر دی جو بالآخر میدان مقابلہ میں معیار صدق کذب کی پرکھ سے جھوٹی ثابت ہوئی اور کچھ تعجب نہیں کہ اس کے ملہم شیطان نے اس کی پیشگوئی کا نسخہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی سے ہی اڑایا ہو کیونکہ الامن استرق السمع کا الٰہی ارشاد بھی تو حق ہے تو پیچھے فاتبعہ شہاب مبین کے وارد ہونے سے وہ مسروقہ خبر غیب باطل کے ساتھ خلط ملط ہونے سے مشتبہ اور ملتبس کیوں نہ ہو جائے۔ اس لئے ہم یقینی طور سے عبدالحکیم کی اس پیشگوئی کو خود ساختہ اور افترا اور من گھڑت اور جھوٹ تو قرار نہیں دے سکتے ہاں یہ کہتے ہیں کہ اس کی دماغی بناوٹ کے نادرست اور غلط سانچے کے وہ غلط تصورات تھے جو کچھ مرزا صاحب کی عداوت اور دشمنی کے تختۂ مشق رہکر آخر اضغاث احلام یا شیطانی الہام کی صورت میں قالب ناساز کی طرح پر اترے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مرتد صاحب نے تین پیشگوئیاں کی تھیں لیکن ان میں سے پوری ایک بھی نہ اتری اور یہ تین پیشگوئیاں بھی اس نے مرزا صاحب کی پیشگوئی پورا کرنے کے لئے کی تھیں ورنہ وہ نہ کرتا۔ مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا یہ جو تین دفعہ فرمایا یہ مرتد صاحب کی تین جھوٹی پیشگوئیوں کیطرف ہی اشارہ معلوم ہوتا ہے یعنے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک مرتد تین پیشگوئیاں نہ کرے تب تک تیرا واقعہ نہیں ہوگا اور جب وہ تین پیشگوئیاں کریگا تو اس کے بعد پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی۔ مرتد کو اگر خبر ہوتی کہ میں ان تین پیشگوئیوں سے مرزا صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے لگا ہوں تو کیا وہ جانی دشمن ایسا کر سکتا تھا۔ مگر قربان جائے خدا تعالیٰ کی حکمت عملیوں پر کہ اس نے دشمن کی آنکھ میں کیسی مٹی ڈالی کہ وہ باوجود دیکھنے کے پھر دیکھ نہ سکا۔ ؎

چشم باز و گوش باز و این ذکا
خیرہ ام از چشم بندی خدا

یہ تو اس کی تین پیشگوئیوں کی نسبت پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور ان تینوں کے جھوٹا نکلنے کے متعلق بھی خوب کھولکر بیان فرما دیا دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۰

واللہ ینقض کل خیط مکائد۔ لیبن سھیل اوشد یدا مبلوم۔ یعنی بخدا ہر ایک مکر کا دھاگا توڑ دیا جائیگا خواہ وہ نرم مکر ہے یا سخت مکر۔ اب دیکھو لفظ مکائد کو جس کا اطلاق جمع پر یعنے دو یا زیادہ پر ہوتا ہے اس سے مراد عبدالحکیم کی تین پیشگوئیاں معلوم ہوتی ہیں۔ جن کو دھاگوں سے تعبیر کیا گیا ہے پھر ان تینوں کی نسبت تحدی کے ساتھ اور قسم کے ساتھ یہ فرمایا کہ مرتد کی یہ تینوں پیشگوئیاں جو ایک قسم کے مکر کے دھاگے ہیں اور خواہ وہ نرم ہیں یا سخت سب ٹوٹ جائیں گے یعنی مرتد کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلینگی۔ دیکھو اب کی پیشگوئی بھی کیسی پوری اتری۔ اور اس کے ضمن میں اسبات کیطرف بھی اشارہ فرمایا کہ اس کی یہ تین پیشگوئیاں جو مکر کے دھاگے ہیں ایک طرح کی نہیں ہونگی بلکہ بعض سخت دھاگے کی طرح ہونگی اور بعض نرم دھاگے کی طرح۔ چنانچہ مرتد کی تین سال والی پیشگوئی اور اس کی چودہ ماہ والی پیشگوئی اگر وہ خدا کے قادرانہ تصرف سے خود ہی رد کر کے نہ توڑ دیتا تو بیشک یہ دونوں پیشگوئیاں مکر کے سخت دھاگے تھے کیونکہ حضرت مرزا صاحب تین سال کے اندر ہی فوت ہوئے اور چودہ ۱۴ ماہ کے اندر ہی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے تصرف کا ہاتھ ڈالکر اس کے دل کو پھیر دیا جس سے خود بخود اوس نے اپنی ان دونوں پیشگوئیوں کو ۴ اگست والی تیسری پیشگوئی سے رد و بدل کر کے توڑ دیا۔ اور چونکہ تیسری پیشگوئی جس میں اوس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ مرزا ۴ اگست مطابق ۲۱ ساون کو مر جائیگا لیکن آپ کی وفات اس سے پہلے ۲۶ مئی کو واقعہ ہو گئی گویہ پیشگوئی بھی اس کی ایک مکر کا دھاگہ تھا مگر پہلی دو پیشگوئیوں کے مقابل پر نرم دھاگے کی طرح ہے اور بہ نسبت ان کی اتنا سخت نہیں۔ الحمد للہ کہ یہ پہلو بھی کیسی صفائی سے پورا ہوا اور حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کے وہ الہامات جو آپ نے مرتد کے مقابلہ میں فریقین میں سے سچے جھوٹے کی پرکھ کیلئے بطور فیصلہ شائع کئے تھے ان سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ سچے جھوٹے کا فیصلہ آپ نے جھوٹے کی موت اور سچے کی حیاتی کو قرار دیا تھا بلکہ الہامات میں تو رب فرق بین صادق و کاذب لکھا ہے یعنی اے میرے رب تو سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا۔ اب اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ سچے جھوٹے کی پرکھ کیلئے سچے کا زندہ رہنا

اور جھوٹے کی موت ہی مابہ الامتیاز قرار پایا ہے بلکہ فیصلہ تو صدق کذب کا فریقین کے صدق کذب کے کھل جانے پر متعین ہوا خواہ کسی پہلو سے ہو لیکن اس نے کسی پہلو کا تعین نہیں پایا جاتا۔ کہ صدق کذب کی پرکھ کیلئے فلاں پہلو ہی خاص ہے جیسا کہ نفس الہام سے مفہوم ہوتا ہے مگر افسوس کہ نادان دشمنوں نے پیچھے سے یہ حاشیے چڑھا دئے۔ کہ مرزا صاحب مباہلہ کے چکر میں آکر فوت ہوئے۔ ۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ بھلا کوئی ہمیں بتلائے تو سہی کہ کس جگہ اور کس کتاب میں یا اشتہار میں مباہلے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس کے چکر میں آکر جناب ممدوح فوت ہوئے۔ یہ محض مخالفوں کی شرارتیں ہیں جن سے وہ بمقتضائے طبیعت اپنی کے بقول ۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است ۔ مقتضائے طبیعتش این است

کسی طرح سے باز نہیں آتے۔ ہاں بالآخر خدا تعالی نے جھوٹے سچے کی پرکھ کے لئے ایک ایسا امر پیدا کر دیا جسکے ذریعے سے دونوں فریق کا صدق کذب بواسطہ معیار فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اچھی طرح سے کھل گیا۔ یعنی ایک امر کی نسبت قبل از وقت دونوں فریق کو پیشگوئی کرنے تھے۔ اور وہ امر حضرت مرزا صاحب کی وفات کا مسئلہ تھا جس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے یہی پیشگوئی فرمائی اور فرمایا کہ میری وفات کے بعد دن بالکل قریب ہیں یہاں تک کہ آپ نے سال وفات ماہ وفات روز وفات مقام وقت سب کچھ بتلا دیا۔ اور پھر اسی طرح ظہور میں آیا۔ دیکھو آپ کے الہامات مندرجہ اخبار الحکم و بدر اور آپکے مقابلہ پر عبد الحکیم نے بھی پیشگوئی کی۔ بلکہ تین پیشگوئیاں پہلے شائع کیا۔ کہ مرزا صاحب تین سال کو مر جاوینگے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کہا کہ تین سال کی میعاد نہیں بلکہ چودہ ماہ پھر ابھی چودہ ماہ کی پیشگوئی کا زمانہ بھی درمیان ہی تھا جو پھر اس نے یہ شائع کر ڈالا۔ کہ مرزا صاحب ۴ اگست مطابق ۲۱ ساون کو مر جاوینگے اور پھر آخر یہ بھی پیشگوئی جھوٹی نکلی کیونکہ حضرت اقدس تو ۲۶ مئی کو رحلت فرما گئے۔ پھر کجا مئی اور کجا اگست ۔ ببین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا۔

آخر میں خدا تعالی نے فیصلہ کی رو سے کیسا ثابت کیا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے سچے مرسل تھے۔ جنہوں نے اپنی پیش گوئی کا سر چشمہ غیب خدائے عالم الغیب کے سر چشمہ غیب سے پایا جو حرف بحرف پورا اترا۔ اور آپکے مقابل پر ڈاکٹر صاحب کی ذلت اور ناکامی کی حسرت اور ندامت کے جوتوں سے خوب سرکوبی کی اور کیسا ثابت کیا۔ کہ اس پیشگوئی کے الہامات خدا کی طرف سے نہیں تھے بلکہ شیطان کی طرف سے تھے۔ مرتد صاحب کا بار بار پیشگوئی پہ پیشگوئی کرتے جانا اس بات کی خبر دیتا ہے۔ کہ اس نالائق اور بدبخت انسان کے اندر کے کینہ اور غضب نے اسے یہ مکر اور حیلہ سکھایا تھا۔ کہ شاید کسی پیشگوئی کا ہی مرزا شکار ہو اور میرے اندر کا دوزخ کچھ ٹھنڈک پائے پر یہ کہاں کیا وہ جو دوزخ کی آگ سے پیدا ہوا وہ پانی سے آرام پا سکتا ہے۔ یا پانی اسے مل سکتا ہے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی توہین کیلئے اس نے بہتیری کوششیں کیں مگر وہ خدا جو اپنے راستباز بندوں کا حامی ہے کیا اس کا مقبول بندہ کسی دشمن سے ذلیل ہو سکتا ہے یا ایک کاذب صادق کی طرح اس کی جناب میں عزت پا سکتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس مقابلہ میں صدق کذب کا معیار دراصل ایسے امر کو ہی قرار دیا تھا جو آیۃ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول" کے نیچے آپکی وفات کے متعلق پیشگوئی کی صورت میں ظاہر ہو

(باقی آئیندہ انشاء اللہ تعالی)

ممیرا کی اعلیٰ قیمت فی تولہ ۵ روپیہ)

مگر اخبار بدر و الحکم و ریویو اور تشحیذ الاذہان کے نئے خریداروں سے فی تولہ للعہ لئے جاوینگے بصورت ناپسند ہونے کے پھر ممیرا واپس آنے پر قیمت بلا دریغ واپس ہوگی۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ دس تولہ کے خریدار کے لئے خاص رعایت ہوگی جو بذریعہ خط و کتابت طے ہوگی نامی حکمار کو محصولڈاک نے پر نمونہ مفت۔

المشتہر۔ محمد یٰسین احمدی از مقام داتہ۔ مانسہرہ۔ ہزارہ

نوٹ۔ یہ ممیرا دفتر بدر سے مذکورہ بالا قیمت پر مل سکتا ہے منیجر بدر

ضرورت نکاح

ایک معزز شریف خاندانی نوجوان احمدی دوست جو آجکل پنجاب میں کاروبار کرتے ہیں بعض شرعی ضروریات کے سبب ہندوستان کے علاقہجات دہلی اور اس کے قرب و جوار میں نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر بدر ہو

۲۔ ایک نوجوان نہائیت خوش شکل شریف الطبع زمیندار و صالح مزاج ایک اعلیٰ خاندان کا آدمی جو کہ ڈپٹی کمشنری راولپنڈی میں رب پوسٹ ماسٹر ہے۔ اس کے لئے ایک اعلیٰ اور شریف خاندان میں رشتہ نکاح کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت میرے نام ہو

امیر احمد قریشی از قادیان

عجیب و غریب و مجرب ادویات

اگر کسی دوائی کی حاجت آپکو یا آپ کے احباب کو ہو تو بذریعہ قیمت طلب پارسل منگوا کر تجربہ کریں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی مرض کے مفصل حالات لکھ بھیجیں تاکہ تجویز ادویہ میں طبی تشخیص کو مدنظر رکھا جاوے اس کے علاوہ اور امراض کا بھی بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے اور اگر کسی دوائی سے فائدہ نہ ہو تو باقیماندہ دوائی کو محفوظ کر کے واپس کر دیں تاکہ اس کے عوض میں دوسری دوائی بھیجی جاوے۔ ہر ایک دوائی کا محصولڈاک بذمہ خریدار ہے

مصری گولیاں یہ گولیاں قبض کیواسطے ایک گولی یا شدید قبض کیحالت میں دو اور دستوں کیواسطے چار۔ تمام انگریزی اور یونانی قبض کشا گولیوں سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہیں۔ قیمت فی درجن ۴ر

تریاق البواسیر خونی بواسیر کے واسطے ایک ایسا مفید تریاق ہے جس سے بڑھکر کوئی نہیں ملا تین ہفتہ واسطے ۸ر

تریاق الخنازیر خنجیروں کا داخلی اور خارجی نہائیت عمدہ علاج ہے جس کو باستقلال استعمال کرنے سے خنازیر کا زہریلا مادہ جاتا رہتا ہے اور ورم بھی تحلیل ہو جاتا ہے چالیس یوم کے واسطے (صمہ)

ذیابیطس ذیابیطس اور کثرت بول میں بہت بلکہ کل معالجات سے افضل ثابت ہوا ہے قیمت ۲۴ یوم کیواسطے (صمہ)

تحفہ روزگار یہ ایک ایسی دوا ہے جس سے اکثر اقسام تپ خصوصاً تپ دق اور صفراوی حمیات وغیرہ رفع ہو سکتی ہیں اور حرارت غریزی کو بڑھانے اور ریگ گردہ اور مثانہ کے نکال دینے کے واسطے اور عام کمزوری کیواسطے بہت مفید ہے قیمت فی تولہ ۸

اکسیر جریان جریان اور رقت جوہر منی اور بیماری کیواسطے عمدہ دوائی ہے فی خوراک ۲ر ۱۴ خوراک کافی ہیں

آتشک جدید و کہنہ۔ خوراک دو ہفتہ۔ قیمت صمہ

سوزاک قدیم و جدید۔ خوراک ایک ہفتہ قیمت ۱ر

حب صرع ۔ مرگی اور ہسٹیریا کی مجرب گولیاں جو اعلیٰ ادویہ کے مفردات سے مرکب ہیں۔ فی درجن ۱ر

اکسیر ضیق النفس ۔ کھانسی اور دمہ اور قلت اشتہا وغیرہ میں بہت مفید ثابت ہوا ہے ایک ہفتہ کیواسطے قیمت ۱ر

نوٹ۔ ہماری ادویات کے اشتہار پر ایک قلت و ذریعہ کے لوگ اوٹھا سکتے ہیں ان کے بنا نہیں یہ رعایت رکھی گئی ہے

المشتہر

حکیم محمد زمان معالج خاندان نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔